صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 31 اکتوبر 2013 بمطابق 25 ذوالحجہ 1434 ہجری بعد از دوپہر پانچ بجکر چودہ منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍO الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُO يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُO كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِO وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُO نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُO الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِO إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌO فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍO

(ترجمہ) بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو (اور) رو در رو طعنہ دینے والا ہو۔ جو (غایت حرص سے) مال جمع کرتا ہو اور (غایت حب و فرح سے) اسکو بار بار گنتا ہو۔ وہ خیال کر رہا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا۔ ہر گز نہیں (رہے گا پھر آگے اس ویل کی تفسیر ہے) کہ واللہ وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جس میں جو کچھ پڑے وہ اس کو توڑ پھوڑ دے۔ اور آپ کو کچھ معلوم ہے وہ توڑ پھوڑ کرنے والی آگ کیسی ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے۔ جو (اللہ) کے حکم سے سلگائی گئی ہے جو کہ (بدن کو لگتے ہی) دلوں تک جا پہنچے گی۔ (اور) وہ (آگ) ان پر بند کر دی جاوے گی۔ (اس طرح سے) کہ وہ لوگ آگ کے بڑے لمبے لمبے ستونوں میں (گھرے ہوں گے)۔ وآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: یہ چھٹی کی دو درخواستیں آئی ہیں: جناب وجیہہ الزمان صاحب 31 اکتوبر، جناب مشتاق احمد غنی صاحب، تو Recommendation کیلئے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker: Item No. 7: Honourable Minister-----

سید محمد علی شاہ: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی۔

سید محمد علی شاہ: جناب سپیکر، یو ډیره ضروری خبره کول غواړم که ستاسو اجازت وی۔

جناب سپیکر: محمد علی شاہ باچا۔

سید محمد علی شاہ: ډیره مهربانی، جناب سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، نن یو Statement په 'مشرق' اخبار کښې لګیدلے دے او خدائے شته ډیر په افسوس سره زه دا خبره کوم چې پرون د سلیکټ کمیټۍ میټنګ وو، هغې کښې مونږ ټول پارلیمانی لیډران هم موجود وو جی او د هغې نه پس بیا مونږ چیف منسټر صاحب سره ملاؤ شو خو په 'مشرق' اخبار کښې چې کوم Statement نن مونږ وکتلو، نو ډیر افسوس سره دا خبره کوم چې "اپوزیشن نے گھٹنے ٹیک کر دیئے، مک مکا ہو گیا"، زمونږ چیف منسټر سره داسې څه جهګړا نشته جی، څه پوله پټے مو شریک نشته، د دې هاؤس مشر دے، د دې صوبې مشر دے جی، د یو بل Respect به کوؤ خو کم از کم دا یو خبره کوم پریس والا ورونه دا دی ناست دی، کم از کم دا Statement د نه ورکوی چې کوم نن په 'مشرق' اخبار کښې جناب سپیکر! راغلے دے چې په فنډونو باندې ئے مک مکاؤ وکړو۔ مونږ به یو بل سره ملاویږو، جهګړې به هم، دا اسمبلی ده جی، دیکښې به جهګړې هم راځی، دغه به هم پکښې راځی، کم از کم دا Statement زمونږ د ټول اپوزیشن زما په خیال چې دغه دے او دوئ ته مې دا ریکویسټ دے، پریس والا ته جی چې کم از کم د دې تردید د ولګوی چې د چا

په وینا باندې دا Statement نن 'مشرق' اخبار کښې راغلے دے۔ ډیره مهربانی، شکریه جی۔

جناب سپیکر: آئٹم نمبر 7: انفارمیشن منسٹر، مسٹر شاہ فرمان۔

جناب شاہ فرمان خان (وزیر اطلاعات): شکریہ، جناب سپیکر۔ میں آئٹم نمبر 7 سے پہلے محمد علی شاہ باچا کو صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ گورنمنٹ کے کسی بندے نے دی ہے، کسی ایم پی اے یا کسی بھی بندے نے کی ہے تو اس کی ہم انویسٹی گیشن کریں گے اور آپ کو تسلی دیں گے۔ اگر اخبار نے اپنی طرف سے رپورٹ دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی رسائی اخبار تک زیادہ ہے بہ نسبت ہم سے، تو یہ کوئی اچھی خبر نہیں ہے کہ اگر آپ کی میٹنگ کے بعد کوئی اس طرح Misunderstanding create کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری طرف سے کوئی ایسی Move ہے نہیں تو لہذا۔

مجلس منتخبہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

(مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا معلومات تک رسائی مجریہ 2013)

Minister for Information: I beg to present the report of the Select Committee on Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information Bill, 2013, in the House.

(The motion was carried)

جناب سردار حسین: جناب سپیکر، که ستاسو اجازت وی نو زه-----

جناب سپیکر: ایجنڈے کے مطابق چلیں گے، اسکے بعد آپ کو موقع ملے گا۔

The report stands presented.

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب، اگر آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں بات کر سکوں۔

جناب سپیکر: سردار حسین بابک صاحب۔ Basically جو ایجنڈا ہے، اگر ایجنڈے کے مطابق ہو تو۔

جناب سردار حسین: ایجنڈے کے مطابق بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب، که مونږ Rule 22 ته لاړ شو،

"22. Transaction of business:- (1) On Thursdays no business other than Private Members' business shall be transacted. On all other days, except with the consent of the Leader of the House or in his

absence the Minister for Law and Parliamentary Affairs, no business other than Government business shall be transacted;"

سپیکر صاحب! زمونږ ریکویسټ دا دے چې بالکل بې شکه چې حکومت، بې شکه چې حکومت خپل 'بل' هم راوړی، زما یقین دا دے چېRule به تاسو خا مخا Suspend کوئ د 240 د لاندې او د هغې نه پس به بیا زما یقین دا دے چې حکومت چې دے ، هغه به خپل 'بل' راوړی۔ دا ما ستاسو په نوټس کښې راوستله چې دا خو'پرائیویټ ممبر ډے' ده او په دې باندې خو لازمی خبره ده چې د 22 چې کوم زمونږ Rule دے ، د 240 د لاندې به تاسو Rule suspend کوئ او بیا به تاسو منسټر چې کوم دے Allow کوئ۔ ما وئیل چې ستاسو نوټس کښې راولم۔

<u>جناب مظفر سید:</u> جناب سپیکر صاحب!

<u>جناب سپیکر:</u> مظفر سید صاحب۔

<u>جناب مظفر سید:</u> شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ بابک صاحب چې کومه نکته وچته کړه نو د 22 تحت خو دا د دوئ خبره پخپله بجا ده خو د (1) په ځائې که د (2) حواله ورکړے شی نو rule (2) ډیر کلیئر دے چې کله اسمبلی د آرټیکل 54 لاندې چلیږی د 127 ، نو دا اجازت شته چې Other than کښې ګورنمنټ خپل بزنس Any other کښې چې څنګه هغه کولے شی او رولز کلیئر دی، بابک صاحب که کتل غواړی نو هغه Page 16 باندې د رولز تحت حواله دلته موجود ده۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی آپ (2) 22 میں آپ چیک کر لیں، اس کے مطابق جو ہے نا، اپناوہ کر سکتے ہیں۔

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا معلومات تک رسائی مجریہ 2013 کا زیر غور لایا جانا

<u>Mr. Speaker:</u> Item No. 8.

<u>Minister for Information</u>: Sir, I beg to move that the Bill, as reported by Committee, may be taken into consideration at once.

<u>Mr. Speaker</u>: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information Bill, 2013, as reported by the Select Committee, may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. (Applause) آنریبل منسٹر! اگر اس حوالے سے کوئیExplanationیا وضاحت کرنا چاہتے ہیں، کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو۔

وزیر اطلاعات: شکریہ، جناب سپیکر۔ سب سے پہلے تو میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپوزیشن ممبران کا اور سلیکٹ کمیٹی کے ممبران کا اور 'مؤورز' کا کہ Consensus کے ساتھ یہ سارا کچھ ہو گیا اور اتفاق ہے اس ہاوس کا Objectives کیا ہیں، کن مقاصد کیلئے یہ لیجسلیشن کی گئی؟ اس کے تین Major objectives ہیں۔ نمبر1، یہ تاثر کہ عوام کے ووٹ پر آئی ہوئی حکومت یا اسمبلی کو صرف پانچ سال بعد عوام کے سامنے جوابدہ ہونا ہے کہ وہ ووٹ کے ذریعے احتساب کریں، اس بل کے بعد، اس قانون کے بعد روزانہ کے حساب سے حکومت عوام کے سامنے جوابدہ ہے، روزانہ کی بنیاد پر، اور عوام اپنے آپ کو حکومت کا حصہ سمجھیں گے جو کہ ڈیموکریسی کے Basic concept سوشل کنٹریکٹ میں بتایا گیا ہے کہ گورنمنٹ اور عوام کے درمیان جو سوشل کنٹریکٹ ہے، یہ اس حصے کو Define کرے گا۔ دوسری بات Devolution of Power کی بات ہے، عوام کو Empower کرنے کی بات ہے، تو ایک تو لوکل باڈیز کے Through ہم Powers delegate کرتے ہیں، Devolve کرتے ہیں، Through RTI, real empowerment of the people، یعنی ایک طرف حکومت کا روزانہ کی بنیاد پر عوام کے سامنے جوابدہ ہونا اور دوسری طرف عام آدمی کو یہ احساس دلانا کہ اس کے پاس اختیار ہے، وہ سٹیک ہولڈر ہے، وہ اس گورنمنٹ کا حصہ ہے، یہ ان کے Representatives بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے حکمران نہیں ہیں، ان کے خادم ہیں تو عوام کو اعتماد دلانا، سٹیک ہولڈرز بنانا، Empower کرنا اور حکومت کو عوام کے سامنے جوابدہ بنانا۔ تیسری بات، کرپشن کے خاتمے کیلئے، ٹرانسپرنسی لانے کیلئے آر ٹی آئی کا بہت بڑا کردار ہو گا، ایک طرف احتساب کمیشن جو اس گورنمنٹ کے Vision کے مطابق، وہ بل اس اسمبلی سے پاس ہو کے ایک ایسا 'انڈیپنڈنٹ' ادارہ بنے گا، کوئی بھی عام آدمی بغیر وجہ بتائے کوئی بھی انفارمیشن حاصل کر سکتا ہے اور اگر وہ مطمئن نہیں ہے تو اس انفارمیشن کو وہ احتساب کمیشن لے جا سکتا ہے اور اس احتساب کمیشن کی خوبی یہ ہے کہ اس میں عام آدمی Case Initiate کر سکتا ہے، اس کے پاس جو Investigators ہیں جو آڈیٹرز ہیں، تو ٹرانسپرنسی آئے گی، کرپشن کا خاتمہ ہو گا۔ یہ تین بڑے Objectives ہیں آر ٹی آئی کے اور یہ وہ قوانین ہیں کہ جہاں پر

دیتے ہیں Foreign investment کے جو Competition ہیں، جو اکانومی کی جنگ ہے جہاں آپ پروٹیکشن دیتے ہیں Foreign investment کو اور وہ ٹرانسپیرنسی کے ذریعے آپ کے ہاں آتی ہے تو ان شاءاللہ ہم Expect کرتے ہیں کہ اس ٹرانسپیرنسی کے ساتھ Foreign investment کا ایک Flow بھی ہو گا یہاں۔ ان سارے مقاصد کے ساتھ ساتھ میں ایک بات ضروری سمجھتا ہوں کہ جس آئین، جس ڈیموکریسی کے اندر اس ایریا کے Customs / traditions اور Political Psyche Up held نہ ہو، کوئی Bookish چیز، ڈیوکریسی کے بارے میں کوئی Sentence کتاب سے اٹھا کے Apply کرنا، وہ ناکامی ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں یہ روایت ہے کہ ہمیں اپنی نہیں دوسروں کی زیادہ فکر ہوتی ہے، اپنی کامیابی کی بجائے ہم دوسروں کو ذلیل کرنے پر تلے ہوتے ہیں، تو اس ایکٹ کے اندر ہم نے ایک چیز Add کی ہوئی ہے کہ کوئی بھی بندہ انفارمیشن تو بغیر بتائے ہوئے حاصل کر سکتا ہے لیکن اگر وہ اس انفارمیشن کو Mala fide intention کے اوپر Use کرے گا، کسی کے Against دانستہ Use کرے گا، کسی کو نقصان پہنچانے کیلئے Use کرے گا کیونکہ خاص کر Politicians اور پولیٹکل پارٹیز کے پاس Image کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا، ہاں Defamation laws ہیں لیکن Defamation کی وہ روایات اس حد تک قائم نہیں ہیں تو یہ بھی اس بل کے اندر ہے کہ اگر کوئی Mala fide intention کے اوپر اس کو Use کرے گا اس انفارمیشن کو، تو اس کو ہم نے Crime declare کیا ہوا ہے کہ یہ ایک جرم ہے کہ اگر اس کو Positive کی بجائے Negatively کوئی Use کرے گا۔ میں پھر سے اس ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں، سلیکٹ کمیٹی کے ممبران اور 'مؤورز' کا اور خاص کر اپوزیشن کا کہ کم از کم میرے اس بل کے اندر انہوں نے میرے ساتھ بہت تعاون کیا، I will richly reciprocate it, thank you very much.

(تالیاں)

جناب سپیکر: مولانا لطف الرحمان صاحب۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر، زه ستاسو توجه دې Rule 22 (2) ته را گرځول غواړم او دا دې Rule کښې دا وائی چې: "Notwithstanding anything to the contrary contained in sub rule (1) or in any other rule, when the Assembly is summoned to meet in pursuance of clause (3) of

Article 54 read with Article 127 of the Constitution, it shall transact that business for which it is summoned along with any other business.”

که Other business ته سپیکر صاحب! مونږ وګورو، هغه دا دے خو بیا به مونږ لاړ شو، (a) 97 ته مونږ لاړ شو سپیکر صاحب، زه ستاسو توجه لږه غواړم، که 97(a) ته مونږ لاړ شو، هلته ئے لیکلی دی چې:

“97. Procedure after presentation of report:- (1) After presentation of the final report of a Select Committee on a Bill, the Member –in-Charge may move__

(a) that the Bill, as reported by the Select Committee, be taken into consideration: provided that any Member of the Assembly may object to its being so taken into consideration if a copy of the report has not been made available for the use of the Members for three days and such objection shall prevail unless the Speaker, in exercise of his power to suspend this rule, allows the Bill to be taken into consideration;”

(مغرب کی اذان)

جناب سپیکر: دا اجازت مونږ ورکړے دے او دا ډسکشن کښې راغلے دے۔ زما خیال دے، بانګ ئے اووئیلو، هغې نه پس به باقی اجلاس جاری وساتو، هغې پورې وقفه ده۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کیلئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: آئٹم نمبر 9: مسٹر شاہ فرمان صاحب۔

Minister for Information: Thank you, Mr. Speaker. I beg to move that the Khyber Pakhtunkhwa----

جناب سپیکر: شاہ فرمان__ بسم اللہ۔

Minister for Information: Thank you, Mr. Speaker. I beg to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information Bill, 2013 may be passed.

Mr. Speaker: The question before the House is that Clause 1 to 33 of the Bill, as reported by the Select Committee, may stand part of

the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 to 33 stand part of the Bill. Preamble also stands part of the Bill. Item No. 9.دوبارہ بولیں۔

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا معلومات تک رسائی مجریہ 2013 کا پاس کیا جانا

Minister for Information: Janab Speaker, I beg to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information Bill, 2013 may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information Bill, 2013, as reported by the Select Committee, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed.

(Applause)

مجلس منتخبہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

(مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا مقامی حکومتیں مجریہ 2013)

جناب سپیکر: آئٹم نمبر 10: منسٹر لوکل گورنمنٹ۔

Mr. Inayatullah (Minister for Local Government): بسم اللہ الرحمن الرحیم

Sir, I, Chairman of the Select Committee on Khyber Pakhtunkhwa, Local Government Bill, 2013, have the honour to present report of the Committee.

Mr. Speaker: The report stands presented.

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا مقامی حکومتیں مجریہ 2013 کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 11: Hon`able Minister for Local Government.

Minister for Local Government: Sir, I beg to move that Khyber Pakhtunkhwa, Local Government Bill, 2013, as amended by the Select Committee, may be taken into consideration.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government Bill, 2013, as reported by the Select Committee, may be taken into consideration at once.

جناب سردار حسین: جناب سپیکر، دې سلسله کښې ما یو دوه خبرې کولې۔

جناب سپیکر: یس، میں سمجھ گیا، اس پر باقاعدہ آپ کو ڈسکشن کا موقع دینگے، 26 اور 27 پر، Okay۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر، ما دا عرض کولو چې کوم رپورټ دے، درې ورځې په هغې کښې نورې هم شته هاؤس ته د دغه د پاره، که دا مناسب تاسو ګنړئ د امنډمنټس د پاره د سلیکټ کمیټي د رولز مطابق نو زما یقین دے دا به هم ستاسو ډیره زیاته مهربانی وی۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that Khyber Pakhtunkhwa, Local Government Bill, 2013, as reported by the Select Committee, may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. (Applause) 'Consideration': The question before the House is that Clauses 1 to 25 of the Bill----

جناب سردار حسین: جناب سپیکر، دا څه ترینه وباسئ کنه جی-----

جناب سپیکر: جہاں آپ کا Consensus آچکا ہے۔

One to twenty five, one to twenty five, the question before the House is that Clauses 1 to 25 of the Bill, as reported by the Select Committee, may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it, Clauses 1 to 25 stand part of the Bill. (Applause) The question before the House is that Clause 26 may stand part of the Bill?

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مولانا لطف الرحمان صاحب! 26 کے اوپر آپ ڈسکشن، 27 پر-----

(قطع کلامیاں)

مولانا لطف الرحمن: تهیک شوه جی۔ جناب سپیکر! شکر گزار ہوں آپ کا، بہت بہت شکریہ۔ یہ بلدیاتی نظام کے حوالے جو بل اسمبلی میں پیش ہوا تھا اور اس میں یہ بل اسمبلی نے پاس کیا تھا سلیکٹ کمیٹی کے حوالے سے کہ سلیکٹ کمیٹی میں جائے اور اس پر ڈسکشن ہو، تو الحمدللہ ہماری اپوزیشن جماعتوں کی طرف

سے اس کو بہت اہمیت دی گئی اور اس سلیکٹ کمیٹی میں ہم بیٹھے اور تفصیلاً ہم نے اس میں اس پر غور کیا اور جناب عنایت اللہ خان صاحب نے اس کو چیئر کیا، ہمارے بلدیاتی منسٹر نے، تو میں ان کا بھی شکر گزار ہوں کہ ہم نے ان کے ساتھ تفصیلاً، ان ساری جماعتوں نے تفصیل سے ہر اس پوائنٹ پر، ہر نکتہ پر آکر ہم نے تفصیل سے بحث کی اس پہ اور جناب سپیکر، تقریباً کچھ اپوزیشن کی طرف سے نکات میں تبدیلی ہوئی، کچھ حکومت کی طرف سے اس پر سٹینڈ لیا گیا، اس پر دلائل سے بات ہوئی، تفصیلاً بات ہوئی اور جہاں پر ہمارا اختلاف آیا، اس پر بھی ہم نے دلائل سے وہاں پر انکے سامنے باتیں رکھیں سلیکٹ کمیٹی میں، اور آج ہم یہاں پر اسمبلی میں بیٹھ کر تمام ممبران کے سامنے، تمام اسمبلی کے سامنے وہ نکات جن پر ہمارا اختلاف ہے، وہ تفصیل سے ہم رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، ایک تو ہمارا مسئلہ جو ویلج کونسل اور Neighbourhood Council کے حوالے سے ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے صوبے کے یہ بہتر مفاد میں ہوگا کہ اگر یونین کونسل کو Intact رکھا جائے۔ جناب سپیکر، ہمارا ملک، ہمارا صوبہ Financially اتنا مضبوط نہیں ہوا کہ ہم ویلج کونسل تک فنڈ کی فراہمی کر سکیں، آپ پچھلے جتنے بھی آپ کا ڈیویلپمنٹل فنڈ ہے، اگر اس کا ریکارڈ اٹھایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو آپ ویلج کونسل بنانا چاہتے ہیں، آپ ذرا اس کو دیکھیں اور غور کریں کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ اگر آپ کی ڈسٹرکٹ وائز بھی صحیح ڈیویلپمنٹ نہیں ہو سکی آپ کے اس بجٹ پر جو آپ نے اس کیلئے سال میں مختص کیا ہوتا ہے اور جو فنڈ اس کیلئے مختص کیا ہوتا ہے، اگر آپ اس کو یونین کونسل اور ڈسٹرکٹ تک نہیں پہنچا سکے تو ویلج کونسل تک پہنچانا، یہ انتہائی ناگزیر ہوگا۔ اور جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی دوسری وجہ جو ہے کہ ہم جمہوری لوگ ہیں، پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ اگر پورے صوبے کا جائزہ لیں اور خاص طور پر فلڈ ایریاز کو جہاں پر فلڈ آیا تھا، اگر آپ ان ایریاز کو لیں تو آپ وہاں پر دیکھیں گے کہ ہمارے دیہاتوں میں این جی اوز کی بھرمار ہے اور آپ کے ڈسٹرکٹ جو مینجمنٹ ہوتی ہے، انہوں نے این او سیز جاری کی ہوئی ہیں، صوبے نے این او سیز جاری کی ہوئی ہیں اور وہاں پر ہر ویلج میں جا کر انہوں نے اپنے یونٹس بنائے ہیں اور وہ این جی اوز اس یونٹ کے ساتھ Connect ہیں اور وہاں پر باہر سے پیسہ آرہا ہے اور اس ویلج میں خرچ ہو رہا ہے جس میں حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، صرف این او سی تک اس کا عمل دخل ہوتا

ہے۔ تو ہم نے تو قوم کو بیکاری بنادیا ہے، ہاتھ پھیلا کر بیٹھی ہے، جہاں حکومتیں ہماری درخواست کر رہی ہیں ورلڈ بینک سے، آئی ایم ایف سے، اور ہم قرضوں تلے دبے ہوئے ہیں پورا ملک اور پوری قوم اس قرضوں تلے دبی ہوئی ہے اور ہم نے وہاں اپنی قوم کو بیکاری بنادیا ہے کہ وہ ہاتھ پھیلا کے سوچ رہی ہوتی ہے اور جب ان کی گاڑیاں آرہی ہوتی ہیں اور جب وہاں پر وہ این جی اوز کام کر رہے ہوتے ہیں تو ہمارے وہاں پر جو لوگ ہیں، وہ لوگ انتظار میں ہوتے ہیں کہ کب آئیں گے اور کب ہمیں وہ چیزیں ملیں گی؟ اور ہم گھروں تک لے جا سکتے ہیں اور اس پر جھگڑے ہوئے، بہت جھگڑے، جب فلڈ گزر گیا تو اس میں جو نقصانات ہوئے تھے، جو تباہی ہوئی تھی، اس کے بعد اس لوگوں کے پاس خوراک کی چیز نہیں تھی اور اس کیلئے وہ جو لڑائیاں ہوئی ہیں جناب سپیکر! وہ این جی اوز آج بھی وہاں پر کام کر رہے ہیں اور ہم نے اپنی قوم کو بیکاری بنادیا ہے اور اب جب ہم ویلج کونسل پر جائیں گے اور ہم نے ایک دیہات کو محدود کر دیا ہے اور اس کے بعد دو ہزار سے دس ہزار تک آبادی میں ہم نے اس کو محدود کیا ہے تو پھر جناب سپیکر، ہم اور یونٹیں فراہم کریں گے این جی اوز کیلئے کہ این جی اوز اس کے ساتھ Connect ہونگے اور آپ کے پاس فنڈ نہیں ہوگا، حکومت کے پاس فنڈ نہیں ہوگا کہ ویلج کونسل تک پہنچا سکے اور وہاں پر اصل جو حکومت ہوگی، وہ صرف اور صرف این جی اوز کی ہوگی، یہ میں تمام جو ہماری اسمبلی کے ممبران ہیں، ان کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں، اسمبلی کے فلور پر کہہ رہا ہوں کہ یہ ہوگا تو پھر اسی طرح ہوگا۔ آج بھی بہت سارے پراجیکٹس ہیں جس کا میں تفصیلاً اس موقع پر ذکر نہیں کرنا چاہتا کہ وہ چل رہے ہیں اور فنڈ اس کا کہاں سے آرہا ہے اور اس میں حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اس کو صرف این او سی دی جاتی ہے۔ تو جناب سپیکر، ایک تو ہمارا اس میں جو مقصد ہے بنیادی، بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہمارے جو عوام ہیں، ہم قوم کو ایک باعزت زندگی دے سکیں، ایک وقار کی زندگی دے سکیں، ہم اس طرف نہ جائیں، ہم جمہوری لوگ ہیں، ہماری پارٹیاں ہیں اور ہمارا اپنا ایک منشور ہے، اپنا ایک نظریہ رکھتے ہیں جناب سپیکر، کہ ہم اپنے نظریات کو اور پارٹیوں کو توڑنے جا رہے ہیں بنیادی سطح پر اور اس کا نقصان جو ہوگا کل، وہ پوری قوم کو، ہمارے اس پورے جمہوری ملک کو ہوگا۔ تو اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یونین کونسل ایک ایسا وہ ہے کہ اس یونین کونسل کی وجہ سے ہم اگر کنٹرول رکھ سکتے ہیں تو وہ بھی ایک بڑی بات ہے کہ ہم یونین کونسل کی سطح تک کنٹرول رکھ سکیں اور جناب سپیکر، ہم جب یہ

کہتے ہیں نا، میں نے پہلے بھی اس کا ذکر کیا کہ ہمارے ڈکٹیٹرز کو، ہمارے اس ملک میں جو مارشل لاء آئے ہیں، ان مارشل لاء کو اس کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ان کے پاس Electoral college نہیں ہوتا تو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ بلدیاتی انتخابات کروائیں جہاں سے ان کو اپنی سپورٹ میں لوگ ملیں اور اس کے بعد اس ملک میں کہ عملاً جائز ہو جائے ہمارے لئے وہ حکومت جس پر اس وقت ہم زبردستی قابض ہو کے کر رہے ہوتے ہیں کہ اس کیلئے کوئی جواز ملے جناب سپیکر۔ تو جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ آبادی کے حوالے سے اگر ہمیں ضرورت ہو کہ ہماری آبادی کہیں پہ زیادہ ہے اور یونین کونسل کی سطح پر آبادی زیادہ ہے تو ہم کو اگر ضرورت پڑتی ہے تو ایک اور یونین کونسل بنا سکتے ہیں، اور ہوتے رہے ہیں، آبادی زیادہ ہوتی رہی اور یونین کونسل بنتی رہی ہیں، تو جناب سپیکر! اگر ہم ایک ڈسٹرکٹ کے حوالے سے اور یونین کونسل کی سطح تک اگر کنٹرول کرلیں اور اس میں ہم کامیابی سے جائیں، جناب سپیکر! جتنے بھی بلدیاتی الیکشنز ہوئے ہیں، ڈکٹیٹرز کے زمانے سے ہوئے ہیں اور وہ پھر ناکام ہوئے اور جب جمہوری حکومتیں آئیں تو انہوں نے اس الیکشن سے اجتناب کیا ہے، اس الیکشن سے وہ سائڈ پہ ہوئیں اور الیکشنز نہیں ہونے دیئے، صرف اس وجہ سے کہ پارٹیوں کا جو اپنا نظریہ ہے، پارٹیاں ہیں، بنیادی طور پر وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی ہیں اور نظریاتی طور پر ملک کو نقصان پہنچا ہے۔ تو جناب سپیکر، اگر جمہوری حکومتیں اس حوالے سے اگر نظام لانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں سوچ سمجھ کر نظام لانا ہوگا، نظریاتی بنیادوں پہ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم نظریات کو تحفظ کیسے دے سکتے ہیں اور ہم اپنی قوم کو نچلی سطح پر لڑانے سے کیسے باہر رکھ سکتے ہیں؟ تو جناب سپیکر، ہماری یہ رائے ہے کہ یونین کونسل کو بحال رکھا جائے تاکہ ہم کنٹرول کر سکیں اور ہمیں پتہ ہو کہ اس حوالے سے جو باہر سے لوگ اگر آئے ہیں اور وہ ان لوگوں کے ساتھ جب Connect کریں گے تو اس کا بھی ہمیں اندازہ ہو اور ہم اس کو کنٹرول کر سکیں اور ہم اپنے ملک کو بچا سکیں جناب سپیکر، ایک تو جناب سپیکر! یہ بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سلیکٹ کمیٹی میں بھی اس پہ بحث ہوئی ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ Party basis پر الیکشن ہونا چاہیے، اس پہ ہماری تفصیلاً بات ہوئی ہے۔ اگر ہم یہاں پر آج اس ایوان میں تمام پارٹیوں سے آکر بیٹھے ہیں اور پارٹیوں کے اپنے منشور اور اس پر ہم نے الیکشنز لڑے ہیں اور ہم یہاں پر آگئے ہیں اسمبلی میں، تو ایک Party basis پر سر بیٹھے ہیں۔ جناب سپیکر، ہم اگر پارٹی کے لوگ ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ

ہم Non party basis پر الیکشن لڑیں اور اس پہ تفصیل سے بات ہوئی۔ حکومت سائڈ سے ہمارے دوستوں نے کہا کہ اگر ہم Party basis پر الیکشن لڑیں گے تو جب ہم ویلج کونسل کے حوالے سے سوچیں گے کہ ویلج کونسل بن گئی ہے تو پھر ہمارے لئے ممبران کو ٹکٹیں جاری کرنا مسئلہ ہوگا۔ تو ایک تو اگر یونین کونسل سطح ہوگی تو آپ اس مشکل سے نکل جائیں گے، اگر یونین کونسل سطح پہ الیکشن ہوگا تو آپ اس مشکل سے نکل جائیں گے کہ Party basis پہ الیکشن ہوگا اور آپ کیلئے مشکل نہیں ہوگی، آپ کو پارٹی ٹکٹ دینا آسان ہوگا۔ جناب سپیکر، ویلج کونسل کی سطح پر اگر الیکشنز ہوتے ہیں تو پھر Party basis پہ ہو اور متناسب نمائندگی سے ہونے چاہئیں تاکہ اس مشکل سے پارٹیوں کو چھٹکارا ملے اور جو پارٹی اس مشکل میں ہے کہ ہم پھر ٹکٹ کیسے جاری کریں گے؟ تو جناب سپیکر، ہم سمجھتے ہیں، اس سے یہ معنی نہ لیے جائیں کہ ہم ویلج کونسل کو جواز دے رہے ہیں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو ویلج کونسل کی آپ بات کر رہے ہیں اس پہ مشکل جو آپ سمجھتے ہیں پارٹیوں کیلئے ٹکٹ جاری کرنے کے حوالے سے، تو جناب سپیکر، اگر متناسب نمائندگی سے، نشان کے حوالے سے پارٹی کو ووٹ ملیں اور اس کے بعد ہر پارٹی اپنے ممبران کو درست تناسب کے ساتھ اس ویلج کونسل میں ممبرز دے سکے کہ اس تناسب میں ہم نے ووٹ لیے ہیں اور اس تناسب سے ہم آپ کو ممبرز دے رہے ہیں تو جناب سپیکر، یہ بہتر راستہ ہوگا اور ہم ایک ڈیموکریسی کو مضبوط کریں گے بنیادی طور پر، ہم پارٹیوں کو مضبوط کریں گے بنیادی طور پر اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو پھر یہ ٹوٹ پھوٹ، گھر گھر پہ لڑائی ہوگی، خاندان خاندان میں لڑائی ہوگی، قوم قوم میں لڑائی ہوگی اور آپ کی پارٹی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگی کیونکہ ایک ہی گاؤں سے آپ کی پارٹی کے لوگ ہونگے اور جب اس پہ جھگڑے پیدا ہونگے تو ان جھگڑوں میں پارٹی کو نقصان ہوگا اور آنے والا جو الیکشن ہوگا، اس الیکشن میں بھی پارٹی کو جو نقصان پہنچے گا اور آپ کو وہ مشکلات کا سامنا جو کرنا پڑے گا تو وہ آپ کے سامنے آئیں گی اور جناب سپیکر، ہم پورے علیٰ وجہ البصیرت اور پوری دیانتداری کے ساتھ اسمبلی کے سامنے یہ ساری باتیں رکھ رہے ہیں تاکہ مستقبل میں جو مشکلات سامنے آئیں گی تو وہ آپ کے سامنے ہونی چاہئیں اور جو پارٹیوں کو تکالیف ہونگی اور نظریاتی طور پر پارٹی جو ہے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگی تو وہ مشکلات آپ کے سامنے آئیں گی جناب سپیکر، تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ انتخابات Party basis پہ ہوں، متناسب نمائندگی پر ہوں اور یونین کونسل اگر آپ کی ضرورت ہے تو اس کو آپ

اس انداز سے تقسیم کریں۔ تو جناب سپیکر، ہم تو سمجھتے ہیں، ابھی ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں جمہوریت کو فروغ دینا چاہیے کیونکہ ہم ہر دور میں مارشل لاء کا شکار ہوتے ہیں کہ جب پانچ چھ سال، سات آٹھ سال آپ حکومت کرتے ہیں، اس کے بعد مارشل لاء آجاتا ہے، آئین معطل ہو جاتا ہے پورے ملک کا اور ہم پھر دس سال تک انتظار کرتے ہیں، گیارہ سال تک انتظار کرتے ہیں، نو سال تک انتظار کرتے ہیں اور ملک کی آدھی عمر، آدھی عمر جو ہے، اس میں چلی گئی ہے کہ ہمارے ڈکٹیٹر زرہے ہیں، مارشل لاء رہا ہے اور اس ملک میں جمہوریت تھی ہی نہیں اور جب جمہوریت آتی ہے تو جو پالیسیاں ہیں، وہ پالیسیاں ہمارے اس پورے ملک کو نقصان دیتی ہیں اور پھر ہم اپنے ملک کو مشکلات سے نہیں نکال سکتے اور پھر وہ ساری مشکلات ہماری جمہوری قوتوں کو ہوتی ہیں جب وہ حکومت میں آتی ہیں، ان پارٹیوں کے سامنے ہوتی ہیں اور پھر سالہا سال آپ اس پالیسیز سے نہیں نکل سکتے جو پالیسیاں آپ کے ایک ڈکٹیٹر نے رکھی ہوتی ہیں، وہ فرد واحد جو اس پورے ملک کا بے تاج بادشاہ ہوتا ہے، صرف وہی اپنی پالیسیاں سامنے رکھتا ہے اور پھر ہم ان پالیسیوں کو ہٹا نہیں سکتے۔ آج تک مشرف کی جو پالیسیاں ہیں، ہم آج تک ان پالیسیوں میں تبدیلی نہیں کر سکے، ہماری جو مشکلات ہمارے سامنے ہیں، ان کو ہم دور نہیں کر پا رہے اور جناب سپیکر، بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارے اس صوبے کو جو امن کا مسئلہ درپیش ہے جناب سپیکر اور اس حوالے سے جو نظام دینے جا رہے ہیں، اگر ہم امن نہیں دے سکیں گے، انتخابات جو ہمارے ہونگے، پچھلے الیکشنوں میں کس خوف میں اور کس خوف کے ماحول میں وہ انتخابات ہوئے ہیں اور پھر اب جو انتخابات ہونے جا رہے ہیں اور ہمارے صوبے کی جو صورتحال ہے، وہ آپ کے سامنے ہے جناب سپیکر، ہم اس پہ کوشش کر رہے ہیں کہ کس طریقے سے ہم اپنے اس صوبے کو اور اس ملک کو امن دے سکتے ہیں؟ اس کیلئے تگ ودو جاری ہے اور کوششیں جاری ہیں کہ کس طریقے سے ہم امن دے سکتے ہیں؟ تو جناب سپیکر، اس بات کو بھی سوچنا چاہیے کہ کیا اس وقت ہم جو الیکشن ہونے جا رہے ہیں یا کرنے جائیں گے تو ہماری امن کے حوالے سے بھی بنیادی بات ہے کہ سوچیں کہ ہم پرامن طریقے سے ماحول دے سکیں الیکشن کیلئے اور الیکشن پر امن ماحول میں ہو سکے جناب سپیکر۔ تو جناب سپیکر، یہ وہ بنیادی باتیں ہیں جو ہم نے اس حوالے سے سامنے رکھنا تھیں اور اس ایوان کے سامنے ان ممبران کے سامنے اور یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے جس پہ غور ہونا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم نے یہ

جو وہ اختلاف رائے رکھا ہے، ان نکات سے اختلاف کیا ہے اور ہم نے جو مشورہ، جو Suggestion دی ہے، وہ بھی نیک نیتی سے دی ہے کہ اس صوبے کی بنیاد اگر ہم اس طرف لے کے جارہے ہیں تو ایک مضبوط بنیاد ہو اور یہ الیکشنز جو ہیں، وہ کامیابی کی طرف جائیں اور یہ اگر نظام بنانے جارہے ہیں تو یہ نظام کامیابی سے ہمکنار ہو اور اس کے نتائج ہم قوم کو مثبت دے سکیں، نظریاتی حوالے سے بھی، پارٹیوں کے حوالے سے بھی، جمہوریت کے حوالے سے بھی جناب سپیکر، تو یہ جناب سپیکر! ہماری بات تھی۔ بہت بہت شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جناب عنایت صاحب، Concerned Minister۔ چونکہ اس نے بڑی لمبی بات کی ہے، اگر کوئی وضاحت کرنی ہے منسٹر صاحب! کہ اس کے بعد جو بات کریں گے تو Concerned Minister آپ کو وضاحت، جواب دیدے گا۔ عنایت اللہ صاحب۔

جناب عنایت اللہ (وزیر بلدیات): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سر، میں مولانا لطف الرحمٰن صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ویلج کونسل کے حوالے سے اپنا Point of view سامنے رکھ دیا ہے اور سلیکٹ کمیٹی کے اندر بھی ان کو پورا موقع دیا گیا تھا اور میں ان کا مشکور ہوں کہ باقی بل پہ ہم Consensus create کرنے میں کامیاب ہوگئے، کلاز 26، 27 ہیں ویلج کونسل کے حوالے سے، ان پہ یہ اپنے موقف پہ ڈٹے رہے اور اب انہوں نے اپنا موقف اسمبلی کے اندر بھی پیش کر دیا ہے۔ سر، میرا خیال ہے کہ جو ہم Devolution کر رہے ہیں، لوکل گورنمنٹ کا سسٹم لا رہے ہیں تو یہ بار بار ہم آرٹیکل 140-A of the Constitution کو Quote کرتے ہیں، یہ کانسٹی ٹیوشن کا آرٹیکل 140-A ہے، اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ صوبائی حکومتیں منتخب ادارے ضلعوں کی سطح پہ بنائیں گی جن کو Political، Financial اور Administrative devolution اور Authority devolve ہوگی اور آرٹیکل 32 اور 37 بلدیاتی اداروں کا قیام As a principle of policy اور صوبائی حکومتوں کے Obligation کے طور پر بات کرتے ہیں کہ یہ صوبائی حکومتوں کو بنانے ہیں۔ ظاہر ہے ابھی تک صوبائی حکومتیں، جمہوری صوبائی حکومتیں یہ Establish نہیں کر سکی ہیں اور ملٹری گورنمنٹس جو ہیں، اپنے مقاصد ہی کیلئے انہوں نے بلدیاتی ادارے Establish کئے تھے۔ یہ جو مولانا صاحب نے نکتہ اٹھایا ہے ویلج کونسل کے حوالے

سے، میرا خیال ہے کہ یہ جو یونین کونسل کی بات ہو رہی ہے کہ یہ ایک Established unit ہے، یہ یونین کونسل بھی ملٹری گورنمنٹ کے دوران Create کی گئی، ایک انسٹی ٹیوشن ہے، 1959 میں Create کی گئی اور اس کے بعد یہ مسلسل 1979 میں اور 2001 تک یہ ادارہ مستقل قائم رہا، تو یہ بھی ملٹری گورنمنٹ کا ایک وہ ہے۔ اس وقت ایک Elected political government اختیارات کو یونین کے لیول سے نیچے لے جا رہی ہے اور یہ آئین کے اس آرٹیکل 140-A، According to the spirit of that provision of the Constitution اس کو Further ہم نیچے لے جا رہے ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت ہماری نچلے لیول پہ میونسپل سروسز Dysfunctional ہیں، ہمارے Health outlets، ہمارے ایجوکیشن کے انسٹی ٹیوشنز اور جو سروسز ہیں، وہ ہم Deliver نہیں کر پا رہے ہیں اور وہ سروسز عوام کی دہلیز پہ ان کو Deliver نہیں ہو رہی ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایک Centralized control ہے اور جب تک آپ اس Centralized control کو ختم نہیں کرتے، نچلے لیول پہ لوگوں کو اختیارات نہیں دیتے، ان کو Powers devolve نہیں کرتے تو اس وقت تک یہ جو سروسز ہیں، یہ لوگوں کے کام نہیں آئیں گی اور یہ Dysfunctional رہیں گی۔ یہ جو ویلج کونسل ہے، یہ انہی پاورز کی Devolution کے سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس کو یونین کونسل سے نچلے لیول تک لوگوں کے پاس لے جانے کی ایک کوشش ہے اور یہ اس Natural village کو Revive کرنے کی کوشش ہے جو 'کولونیل' دور سے پہلے ہمارے ہاں موجود تھا جس میں ویلج اپنے اندر ایک خود حکومت تھی، اس کا جرگے کا نظام تھا، اس کی سیکورٹی کا نظام تھا، نمبرداری کا ایک نظام تھا، اس ویلج کو Revive کرنے کی، اس کو Restore کرنے کی، اس Natural entity کو Restore کرنے کی ایک کوشش ہے، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو Appreciate کیا جانا چاہیے اور یہ ویلج کونسل کے نتیجے میں کوئی بھی این جی اوز سامنے نہیں آئیں گے، میں ان کو یقین دلاتا ہوں (تالیاں) ایک تو یہ ہمیں انٹرنیشنل ڈونرز جو فنڈنگ کر رہے ہیں، یہ Already ان کی Strategy ہے، یہ ان کی پالیسی ہے کہ Part of their funds وہ خود این جی اوز کو دیتے ہیں، حکومتوں کو نہیں دیتے ہیں، Part of their funding، وہ اگر ہم ویلج کونسل نہ بھی بنائیں تو وہ این جی اوز کو ملیں گے اور وہ ملتے رہے ہیں۔ اس کا این جی اوز کے ساتھ کوئی تعلق

نہیں ہے، میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ویلج کونسلز کو صوبائی حکومت ان شاءاللہ پیسے دے گی، ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک ویلج کو ان شاءاللہ 20 لاکھ روپے دیں گے (تالیاں) اور وہ ویلج کونسل خود بھی ریونیو، جو ویلج کونسل ہے خود بھی اس کے پاس ایک قانونی اختیار ہے، وہ خود بھی Revenue generate کر سکتی ہے، اس لئے ان شاءاللہ وہ Autonomous ہو نگی، ان کو اختیار دیا جائے گا اور وہ نچلے لیول پہ جو سروسز ہیں، ان کو Improve کریں گی۔ اس لئے میں ان سے ریکویسٹ کرتا ہوں، یہ Proportionate representation کی پھر انہوں نے بات کی ہے، انہوں نے دو نکات اٹھائے ہیں، ویلج کونسل کا جو بنیادی سٹرکچر ہے، اس کے حوالے سے کہ ویلج کونسل نہیں ہونی چاہیے، اس کے وجود کے حوالے سے اور دوسرا ان کی اگر ویلج کونسل Intact رہتی ہے تو پارٹی بنیادوں پہ کی جائے، میں سمجھتا ہوں کہ جو ہماری خیبر پختونخوا کی جو کولیشن گورنمنٹ ہے، PTI led، اس کو اس کا کریڈٹ دینا چاہیے کہ پہلی مرتبہ ہم ضلعی اور تحصیل لیول پہ پارٹی بنیادوں پہ الیکشن کر رہے ہیں، باقی صوبوں کے اندر نہیں ہو رہے ہیں اور ہم پارٹی بنیادوں پہ کر رہے ہیں (تالیاں) یہ پہلی سیاسی حکومت ہے، میرا خیال ہے ہم پارٹیوں کو مضبوط کر رہے ہیں، ہم پارٹیوں کو Week نہیں کرنا چاہتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ جو ویلج کونسل کا لیول ہے، اس پہ ہم وہ جرگے کا سسٹم قائم کرنا چاہتے ہیں، وہ Natural unit جو پرانے زمانے کا تھا، اس کو بحال کرنا چاہتے ہیں، اس کو Revive کرنا چاہتے ہیں، اس کو ویلج کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں، اس لئے تو ہم نے جو الیکشن کا طریقہ کار دیا ہوا ہے اس میں کوئی کسی کے خلاف لڑ نہیں رہا ہے بلکہ جو پہلے دوسرے تیسرے چوتھے اور پانچویں اور دسویں نمبر تک آئے گا، ناظم، نائب ناظم اور اس طرح Respectively کونسلر بنے گا، یہ اسلئے کہ ویلج کے اندر رنجشیں نہ ہوں، رقابتیں نہ ہوں اور ویلج والے ویلج کی طرح، ایک گاؤں کی طرح، ایک جرگے کی طرح وہاں اس جگہ پر رہیں اور اس لئے میرا خیال ہے کہ اس لیول پہ، ہم اگر ویلج کونسل کا یہ Experience اس بنیاد پہ کریں اور آگے سیاسی حکومت ہے، آئے گی، یہ حکومت بھی رہے گی اور کسی سٹیج پہ یہ Feel ہو کہ اگلہ Tenure اس کا سیاسی بنیادوں پر کرنا چاہیے تو سیاسی حکومتوں کے ساتھ اور اس اسمبلی کے ساتھ اختیار ہو گا لیکن ہم سمجھتے ہیں، ہم نے اس پہ سوچا ہے، ہم نے اس پہ ڈسکشن کی ہیں، Brain storming ہوئی ہے، ہم نے اس کو Intellectual کے ساتھ ڈسکس کیا ہے، Academia کے ساتھ ڈسکس کیا ہے، اس

پہ بہت زیادہ وقت ہم نے Consume کیا ہے، سلیکٹ کمیٹی کے اندر بھی ہم نے ان کے ساتھ ڈسکشن کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ان کو Convince کرنے کی کوشش کی لیکن یہی جمہوریت کا حسن ہے کہ وہ اس پہ Convince نہیں ہوئے اور ہم بڑے ایک Positive note پہ سلیکٹ کمیٹی کا اجلاس ختم کردیا کہ آپ اسمبلی کے اندر Dissenting note بھی لکھیں، اسمبلی کے اندر اپنا Point of view بھی، یہ آپ کا حق ہے، آپ اپنا اختلافی Point of view ریکارڈ کریں تا کہ وہ ریکارڈ کا حصہ رہے۔اس لئے ہم ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اسی طریقے سے کردیا ہے لیکن حکومت سمجھتی ہے کہ جو ویلج کونسل کو ہم Non party basis پہ رکھتے ہیں اور جو ویلج کونسل کا ادارہ ہم Introduce کر رہے ہیں تو یہ پاورز کو Devolve کرنے کیلئے ہے، یہ لوگوں کو اپنے Fate کا اور اپنی تقدیر کا فیصلہ کرنے کیلئے ان کے ہاتھ میں اختیار دینے کیلئے ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ عنایت صاحب۔

Minister for Local Government: Thank you very much, janab Speaker Sahib.

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ۔ سردار بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریه، سپیکر صاحب. سپیکر صاحب، ستاسو شکریه ادا کوم چې نن دا دومره اهمه مسئله چې حقیقت دا دے چې د صوبې د پاره یو ډیره لویه قانون سازی ده او بیا د بلدیاتی نظام په حواله باندې د نظام مسوده چې ده یا د هغې ډرافټ چې دے 'بل' چې دے، هغه نن اسمبلئ ته راغے. سپیکر صاحب، ځنګ چې لطف الرحمان صاحب هم خبره وکړه بیا منسټر صاحب هم خبره وکړه، په سلیکټ کمیټئ کښې مونږ کلاز وائز په دې ټولو نکتو باندې ډیر په تفصیل سره بحث کړے دے، په هغې باندې Even که زه دا اووایم چې مونږ مذاکرې کړې دی، مونږ پرې ډیر زیات د هغې Reviews شوې دی او زمونږ نقطه نظر چې دے دا د سلیکټ کمیټئ په رپورټ کښې هم شامل دے او سپیکر صاحب، مونږ په سلیکټ کمیټئ کښې بیا بیا ځکه دا Thrash out کولو او Threadbare ډیر مونږ په دې باندې ډسکشن کولو چې مونږ وئیل چې چونکه دا سسټم چې دے، دا د

حکومت د پاره نه جوړیږی، دا د یو جماعت د پاره نه جوړیږی، دا د یوې صوبې د پاره جوړیږی او اغراض و مقاصد زمونږ دا وو چې مونږ نقطه نظر چې د ے یا مونږ خپل تحفظات چې دی هغه ځکه ریکارډ کول چې مونږ وئیل چې دا اعزاز چې دے، دا دې اسمبلئ ته ملاؤ شی چې یو داسې Sustainable نظام دې صوبې له ورکړو چې په راروان وختونو کښې بیا څوک دا کوشش ونکړی چې دا نظام چې دے په هغې کښې ماتوالے راولی یا هغه نظام مات کړی۔ سپیکر صاحب، د حکومت د طرف نه په سټینډنګ کمیټئ کښې، سلیکټ کمیټئ کښې Sorry، دا دلائل راتلل چې ویلج کونسل او'نائبرهوډ' کونسل او بیا غیر جماعتی بنیاد باندې الیکشن کول او زمونږ د طرف نه دا Plea وه او زمونږ دا موقف دے چې یونین کونسل د برقرار وساتلے شی، جماعتی بنیادونو باندې دا الیکشن چې دے دا د وشی۔ سپیکر صاحب، بیا ظاهره خبره ده، مونږ ټول سیاسی خلق یو، عوامی خلق یو، هر چا سره د خپل خپل موقف د پاره خپل خپل دلائل دی خو نن که مونږ وګورو دې نظام ته چې دا کوم ډرافټ دے، دا ماته لګی داسې هغه په اردو کښې وائی چې دا "*ادھا تیتر اور ادھا بٹیر*" والا خبره ده، تحصیل کونسل باندې به په جماعتی بنیاد باندې کیږی، ضلع کونسل باندې به جماعتی بنیاد باندې کیږی او څنګ چې دلته اووئیلی شو چې د 1960s نه راواخلې، وزیراعلیٰ صاحب هم نن ناست دے، د یونین کونسل یو سټرکچر چې دے، یو Traditional structure چې دے، هغه موجود دے او نن مونږ او تاسو ټول په خپلو کلو کښې که واورو نو وائی فلانکے چیئرمین صاحب دے، چیئرمین صاحب یا مونږ اورو وائی دا د چیئرمین صاحب ځوئے دے یا مونږ اورو وائی دا د چیئرمین صاحب نوسے دے نو دا هغه د پخوانئ زمانې د یونین کونسل یا به د زکواة چیئرمین وو یا به هغه چې بی ډی سسټم وو، د هغې به چیئرمین وو، د هغې به وائس چیئرمین وو، هغه یو روایت چې دے، هغه راروان دے سپیکر صاحب، مونږ دا غواړو چې یونین کونسل د برقرار پاتې شی او که حکومت دا ګنړی چې که چرې په بعضې یونین کونسلو کښې آبادی سیوا شوې ده نو حکومت ته دا اختیار دے چې Delimitation وکړی او د یونین کونسلو په تعداد کښې اضافه وکړی او سپیکر صاحب، چې کله بیا مونږ په سیاسی دور حکومت کښې، په جمهوری دور

حکومت کښې دا خبره کوؤ چې مونږ خلق د شخصیاتو نه نظریاتو طرف ته اړوؤ نو دا څنګه ممکنه ده چې یو طرف ته مونږ دا خبره کوؤ چې مونږ اختیار چې دے، مونږ Devolution of powerکوؤ، مونږ اختیار بالکل لاندې سطح ته ورکوؤ نو بیا یو اختیار چې هغه سیاسی اختیار دے چې یو ووټر چې دے دا مونږ Exploit کوؤ، مونږ د یو ووټر استحصال کوؤ سپیکر صاحب، تاسو پخپله سوچ وکړئ چې په تیرو وختونو کښې بلدیاتی الیکشن چې دے، د هغې یو جز یا د هغې ټول اجزاء چې دی، دا په غیرجماعتی بنیادی سسټم باندې شوی دی خو سیاسی جماعتونه د هغې نه لرې نه دی پاتې شوی۔ عوامی نیشنل پارټۍ والا ورته وطن دوست نوم ورکړےوو، جماعت اسلامی والا الخدمت نوم ورکړےوو، جمیعت العلماء اسلام به ورله ورکړی کتاب دوست، تحریک انصاف به ورله ورکړی انصاف دوست او ټول سیاسی ګوندونه به ورله یوProxy nameورکړی، یو مصنوعی نوم به ورله ورکړی نو ښه دا نه ده چې په ځائې د دې چې ټول سیاسی جماعتونه په لاندې سطح په الیکشن کښې برخه هم اخلی، هغه سیاسی جماعتونه د الیکشن نه ځان لرې هم نشی پاتې کولے او خپل Symbol ورله نشی ورکولے، څوک ورله'لالټین' نشی ورکولے، څوک ورله'بیټ' نشی ورکولے، څوک ورله'ډیوه ' نشی ورکولے، څوک ورله'ترازو' نشی ورکولے، Proxy نامه به ورله ورکوی او Proxy election symbol به ورله ورکوی نو ځکه مونږ دا خبره کوؤ چې پکار دا ده چې په لاندې سطح باندې هم دا الیکشن په جماعتی بنیادونو باندې وشی، ځکه وشی چې د دې صوبې ګوټ ګوټ ته به دا ټول سیاسی جماعتونه چې دی، دا به هلته اورسی او د دې موجودګی چې ده دا به په هر یونین کونسل کښې او په هر کلی کښې په وجود کښې راشی سپیکر صاحب۔ سپیکرصاحب، که مونږ د دې اخراجاتو ته وګورو، دلته وئیلی کیږی دا چې Approximately four thousand plus ویلج کونسلې به جوړیږی، تاسو پخپله سوچ وکړئ چې د یونین کونسل چې څنګ ما ذکر وکړو چې په ټوله صوبه کښې په هر یونین کونسل کښې د یونین کونسلو دفترې چې دی، دا یا جوړې دی او یا دا زمونږ د سالانه ترقیاتی پروګرام حصه ده، مختلفو یونین کونسلو کښې دفترې چې دی هغه جوړیږی، د هغې د پاره سیکټریز هم اپوائنټ دی، د هغې د پاره باقی

Auxiliary staff چې دے ، دا هم اپوائنټ دے۔ سپیکر صاحب، تاسو دې ته سوچ وکړئ چې څلور زره یا څه دپاسه ویلج کونسلې شی، ته به د هغوی د دفتر د پاره یو ځائې په رینټ خو اخلې کنه، کلاس فور به ورله ساتې، سیکرټری به ورله ساتې او د هغې'آپرشنل کاسټ' چې دے ،'آپریشنل کاسټ' ، ماته لګی دا، زما اندیښنه داده چې د ډیویلپمنټ کاسټ نه به دا آپریشنل کاسټ ډیر زیات سیوا شی او هغه د پښتو یو متل دے سپیکر صاحب، وائی د نیا نه به ئے نمسئ غټه شی، ځکه مونږ د دې خبرې خلاف یو چې دا کوم یونین کونسل دے ، دا برقراره ساتل پکار دی چې دا اخراجات هم کم پاتې شی۔ سپیکر صاحب، د هارس ټریډنګ او د کرپشن یو داسې بنیاد به کیښودے شی، بنیاد چې تاسو پخپله سوچ وکړئ، آزاد ممبران به منتخب شی، مونږ ته خو دا وئیلې شوی دی چې ویلج کونسل به Electoral class نه وی، دے به تحصیل کونسل کښې ووټ نه ورکوی، دے به ضلع کونسل کښې ووټ نه ورکوی خو د دې نه خو مونږ انکار نشو کولے کنه چې کله د غه خلق Opinion leaders شی، چې کله د غه خلق Elect شی، بیا ظاهره خبره ده چې په کلی کښې یو ممبر جوړ شی، د هغه به یو حیثیت جوړ شی، هغه به صاحب استطاعت شی، د هغه به یو نام شی، خامخا به هغه ځی هغه به په یو سیاسی جماعت کښې شاملیږی۔ سپیکرصاحب، مونږ دا منو چې په دې هاؤس کښې عددی اکثریت چې دے ، دا نن حکومت ته حاصل دے۔ سپیکرصاحب، مونږ دا هم منو چې څومره په تیزئ کښې په دې'بل' باندې په سلیکټ کمیټی کښې، تاسو له یو مثال درکوم چې اولنے اجلاس چې کیدو نو ما ته شل منټه په یوولس بجې باندې ټیلی فون وشو، وئیل په یوولس نیمې بجې باندې د اسمبلئ په کانفرنس روم کښې میټینګ دے نو ما هغه چې چا ما ته ټیلی فون کولو، ما وئیل تا ګهړئ ته کتلی دی؟ نو هغه هم وځاندل، وئیل اؤ جی، ما خو کتلی دی، ما وئیل څه ټائم دے ؟ وئیل شل منټه یوولس بجې۔ ما وئیل سبا یادوې که نن یادوې؟ وئیل نن یوولس نیمې بجې میټنګ دے۔ سپیکرصاحب، مونږ په دې هم پوهیږو خو دا خو ضروری نه ده، تاریخ خو حکومت ورکولے شی چې د چا د طرف نه په مونږ باندې پریشر دے ، هغوی خو مونږ ته دا نه دی وئیلی چې په کلاز ون کښې د څه ورکړی دی، په کلاز ټو کښې د څه ورکړی دی، په کلاز 26

کښې د څه ورکړی دی، په کلاز 29 کښې د څه ورکړی دی یا 71 کښې د څه لیکلی دی؟ سپیکرصاحب، زمونږ خو دا ګزارش دے چې مونږ به نن ډیر زیات خوشحاله وو چې د دې 'بل' چې څومره امنډمنټس وو، زه د منسټر صاحب هم ډیر زیاته شکریه ادا کوم، Being Chairman of the Select Committee، چې هغه مونږ له موقع هم راکړه، په ډیرو ځایونو کښې زمونږ امنډمنټس چې دی، دا هغهAccommodate هم کړل، مونږ به نن په خبره باندې ډیر زیات خوشحاله وو چې د دې ټول هاؤس نه متفقه طور باندې نن د دې صوبې د پاره یو داسې بلدیاتی نظام تللے چې هغه د دې صوبې ټولو سیاسی جماعتونو ته قابل قبول وو۔ سپیکر صاحب، ماته نن په دې خبره ډیر زیات خفګان دے چې ما ذکر وکړو، عددی شماره زمونږه کمه ده، که پرې ووټنګ مونږ کوؤ، حکومت به ئے ګټی او مونږ به ئے بائیلو او دا د جمهوریت حصه ده خو څلور لوئې سیاسی جماعتونه چې دی، دا په بنیادی یونټ باندې د هغوی اختلاف دے۔ وزیراعلیٰ صاحب هم ناست دے، سینیئروزیران صاحبان هم ناست دی، حکومت هم ناست دے، زما صرف هغوی ته دا ګزارش دے چې خیر دے، دا زما یقین دادے چې دومره لویه خبره نه ده، دلته که د ویلج کونسل په حواله باندې ډیر لوئې دلائل راځی خو که زه دا تپوس وکړم چې په یو ویلج کونسل کښې واړه واړه تاسو څلور څلور کلی یوځائې کوئ او د هغې څلورو کلو د پاره تاسو ویلج کونسل له یو نوم ورکوئ د یو کلی، نو دا باقی درې کلی به راپاڅی، د یو کلی خلق به وائی چې زما د کلی نوم ورله ورکړه، دویم کلی خلق به راپاڅی چې زما د کلی نوم ورله ورکړه، دریم کلی خلق به راپاڅی چې زما د کلی نوم ورله ورکړه، سپیکر صاحب! ماته لګی دا چې په دیکښې به د تشخص مسئله چې ده، دا به پرې هم راځی، مونږ غواړو دا چې دا جمهوری حکومت دے، مونږ غواړو دا چې په دې جمهوری حکومت کښې داسې جمهوری رویه خپله شی چې دا ټوله اسمبلی په دې باندې متفق شی، یونین کونسل بحال پاتې شی، جماعتی بنیاد باندې وشی، د کومې پورې چې د اختیاراتو خبره ده، دلته د میډیا ملګری ناست دی، زمونږ په اختیاراتو جهګړه نشته، دا مونږ ډیره په واضحه توګه باندې اووایو سپیکرصاحب چې په 18th Amendment کښې د مرکزی حکومت نه صوبې ته اختیار راغلے دے نو پکار

د ه چې صوبه خپل اختیار ترډیره حده پورې لاندې ورکړی خو داسې نه چې د تیرو وختونو کومې تجربې زمونږ او ستاسو د ټولو په نظر کښې راغلې دی چې داسې نه هغه د چا خبره چې هغه یوه حلقه چې ده د یو صوبائی اسمبلئ د ممبر د اختیار نه وتې وی نو تاسو پخپله سوچ وکړئ چې هغه انتظامیه یا هغه ټول اختیارات چې دی، یو دومره لویه جهګړه ترینه جوړه شی۔ سپیکرصاحب، زه خپله خبره اوږدوم نه خو یو وارې بیا دا به ګزارش کوم حکومت ته، زمونږ موقف په دې باندې ډیر زیات واضحه دے، په دې 26 نمبر باندې، په دې27 نمبر باندې، دا به ډیره زیاته عجیبه خبره وی چې په دې هاؤس کښې یا په پارلیمان کښې قانون جوړیږی، عدالتونو ته ځی او عدالتونه په هغه قانون باندې عمل پیرا وی سپیکرصاحب، زه دا ګنړم چې د جمهوری حکومت د پاره، د جمهوریت د تسلسل د پاره دا خبره به لږه ناشنا وی چې مونږ دلته په څیز باندېConsensusچې دے، هغه ډیویلپ نکړو او بیا مجبوراً مونږ ځو او د عدالت لاره چې خپلوؤ، دا لاره مونږ ته خدائے شته چې مناسب نه لګی۔ یو وارې به مونږ حکومت ته دا ګزارش کوؤ چې ------

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب سردار حسین: که په دې باندې نظرثانی وکړی-----

جناب سپیکر: شکریہ۔جناب یوسف ایوب صاحب۔

جناب سردار حسین: زما یقین دا دے چې د ټولې صوبې به پکښې خیر وی۔ مهربانی۔

جناب سپیکر: جناب یوسف ایوب صاحب۔

جناب یوسف ایوب خان(وزیر تعمیرات): شکریہ، سپیکر صاحب۔ بڑی اچھی سپیچز کی ہیں، دونوں طرف سے دلائل، عنایت اللہ خان نے حکومت کاVersion بھی پیش کیا ہے، میں تھوڑا سا Comparison کرونگا۔2001کالوکل گورنمنٹ سسٹم جس کے تحت میں خود بھی ڈسٹرکٹ ناظم رہا ہوں، ہماری اپوزیشن کے کچھ بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بھی ڈسٹرکٹ ناظم رہے ہیں، ادھر اور لوگ بھی ہماری ٹریژری سائڈ سے، وہ بھی ڈسٹرکٹ ناظم رہے ہیں، ہمارے چیف منسٹر صاحب بھی ڈسٹرکٹ ناظم رہے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اس ڈسٹرکٹ میں ہم کہتے ہیں کہ Gross root level پہ ہم Powers devolve کررہے ہیں لیکن

دراصل One man show ہوتا تھا ڈسٹرکٹ، One man show ہوتا تھا، تمام اختیار ڈسٹرکٹ کا اور Devolved departments کا صرف اور صرف ڈسٹرکٹ ناظم کے پاس ہوتا تھا۔ ہماری یہ سوچ ہے کہ Bottom of approach ہماری پارٹی میں اور ہمارے ساتھیوں نے اپنائی ہے جس میں وہ یہ اختیار جو ایک ڈسٹرکٹ ناظم کا ہوتا تھا، وہ صحیح معنوں میں Gross root level پہ دیا جائے اور یونین کونسل کی آپ بات کرتے ہیں، اگر آپ Average population اپنے صوبے کی یونین کونسل کی لیں تو وہ تقریباً 27 ہزار بنتی ہے اور یہ سلیکٹ کمیٹی میں بات بھی ہوئی ہے، Average population ایک یونین کونسل کی تمام صوبے کی لیں، وہ تقریباً 27 ہزار بن رہی ہے، تو 27 ہزار کی آبادی کو آج کل Gross root کہنا تو میرا خیال ہے یہ ایک مذاق ہوگا، تو ہم اس کو Further devolve کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا صاحب نے کہا کہ جی این جی اوز، اللہ کے فضل سے یہ ویلج کونسلز کسی این جی او کا محتاج نہیں ہونگی، یہ بااختیار اور فنڈنگ کے ساتھ ہونگی اور اپنے مسائل خود حل کریں گی، ہر گاؤں والا نہ میرا محتاج ہوگا، نہ کسی اور کا محتاج ہوگا، وہ اپنی تقدیر، اپنے فیصلے، اپنی جو اسکی مشکلات ہیں، اسکے پاس اختیار بھی ہوگا، اسکے پاس پیسہ بھی ہوگا، وہ خود حل کریگا۔ (تالیاں) آپ نے کہا ہے کہ Party basis elections ہونے چاہئیں تو اس میں کافی بحث ہوئی ہے، ہماری جو کمیٹی بھی بیٹھی ہے، دس بارہ میٹنگز ہوئی ہیں۔ ابھی ہماری پارٹی ہے، پانچ جنرل کونسلرز ہیں تو ہم اپنے پانچ آدمیوں کو ٹکٹ دیں گے، یا جے یو آئی والے پانچ آدمیوں کو ٹکٹ دیں گے کہ آپس میں خوب لڑیں اور Party basis پر تب ہی ویلج کونسل میں الیکشن ہو سکتا ہے کہ اگر Within the village آپ Delimitations کریں اور اگر وہ ہم کرنے لگ پڑیں تو آپ یقین کریں کہ وہ اگلے دو سال میں اس صوبے میں Delimitations ختم ہو ہی نہ سکتی ہیں، یہ آپ بھی سمجھتے ہیں ہم بھی سمجھتے ہیں۔ یہ ایک بہترین نظام ہے، تحصیل لیول پہ Party basis election، ڈسٹرکٹ لیول پہ Party basis election، اس میں بڑی سختی سے فلور کراسنگ کا قانون ڈالا گیا ہے، اس میں Proportional representation تحصیل اور ڈسٹرکٹ میں دی گئی ہے اور اس میں وہی لوگ جو سابقہ یو سی کے حلقے سے جیت کے جائیں گے، ہاؤس میں From within those members لیڈر آف دی ہاؤس تحصیل میں بھی بنے گا اور لیڈر آف دی ہاؤس ڈسٹرکٹ میں بھی بنے گا، یہ

نہیں ہوگا کہ عام لوگ الیکشن لڑیں اور پھر باہر سے میرے جیسے یا ہمارے اور ساتھیوں جیسے لوگ آ کے ڈسٹرکٹ ناظم بن جائیں اور انکو نیچے لگا دیں، تو یہ اصل معنوں میں Gross root level ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جب سے یہ پاکستان بنا ہے، پاکستان کی تاریخ میں اس سے زیادہ Devolution اور Gross root level تک تو میرا خیال ہے ممکن ہی نہیں ہے اور جتنی فنڈنگ، تقریباً 30 فیصد حصہ، 30 فیصد حصہ صوبائی اے ڈی پی کا، وہ لوکل گورنمنٹ کو دے دیا جائے گا، وہ نہ صوبے کے محتاج ہونگی، نہ نیشنل گورنمنٹ کے محتاج ہونگی، اپنی Destiny خود Form کریں گی۔ (تالیاں) میں ریکویسٹ کرونگا، ریکویسٹ کرونگا اپوزیشن کے بھائیوں سے بھی، آپ نے Dissent اپنا دیا ہے، ہم بھی آپ کے ساتھ میٹنگز میں بیٹھے رہے ہیں، کافی گھنٹے بحث بھی ہوئی ہے، یہ ایک اچھا نظام ہے، لوگوں کیلئے اچھا نظام ہے، کسی کی محتاجی نہیں ہوگی، کسی کی وہ جو ہوتا ہے کہ جی ہر وقت ادھر بھاگ رہے ہیں، ادھر بھاگ رہے ہیں، دس دس ہزار کے فنڈ کیلئے، بیس بیس ہزار کے فنڈ کیلئے، اپنے سکولوں کو خود دیکھیں گے، اپنے بی ایچ یوز کو خود دیکھیں گے، اپنی Sanitation schemes کو، پبلک ہیلتھ سکیمز کو، اپنی ایریگیشن سکیمز، ایگریکلچرل سکیمز، اپنا ریونیو ڈیپارٹمنٹ، پولیس کو Monitor کریں گے، بااختیار ہونگے، میرا خیال ہے انکی زندگیاں کافی بہتر ہونگی۔ بہت مہربانی۔

(عشاکی اذان)

(خاموشی)

سید محمد علی شاہ: جناب سپیکر صاحب!

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: محمد علی شاہ باچا۔ اسکے بعد نلوٹھا صاحب اور پھر میرے خیال میں کوشش کرینگے کہ وائنڈ اپ کریں۔

سید محمد علی شاہ : ډیره مهربانی۔ جناب سپیکر صاحب، بابک صاحب، مولانا صاحب، منسترانو صاحبانو هم جی په تفصیل خبرې وکړې، دیکښې په سلیکټ کمیټی کښې هم د اسې ډیر کلیئر ډسکشن شوے دے جی، د هغې نه مخکښې هم په دې اسمبلۍ کښې د اپوزیشن خپل موقف دې اسمبلۍ ګورنمنټ ته مخامخ

ایښودے دے جی، نو زمونږ د ټولو هم دغه یو موقف دے، زه خبرې Repeat کول نه غواړم جی، هم دغه د ویلج کونسل زمونږ چې کوم اختلافی نوټ دے، په هغې باندې زمونږ اختلاف رائے وه جی، په جماعتی او په غیر جماعتی Basis باندې زمونږ دا اختلاف رائے وه جی، نو زمونږ هم دغه یو موقف دے، ګورنمنټ دلته په اکثریت کښې دے، مونږ په میجارټی کښې نه یو جی، زه وایم هاؤس ته ئے Put کړئ جی او هاؤس به فیصله وکړی او چې څه هاؤس فیصله وکړه، هم هغسې به دغه کوؤ جی۔

جناب سپیکر: نلوٹھا صاحب بات کرلیں اس کے بعد۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں آپ کا بڑا مشکور ہوں جی۔ سلیکٹ کمیٹی کے اندر بڑی تفصیل سے اس بل کے اوپر بحث مباحثہ ہوا اور کافی غور خوص کے بعد منسٹر صاحب نے بھی بڑا تعاون کیا اور وہ سارے جماعتوں کے ہم جتنے ساتھی تھے، ہم نے اپنی اپنی رائے دی۔ یہ دو پوائنٹس کے اوپر ہمارا جو اختلاف سامنے آیا اور جناب سپیکر صاحب، جس طرح میرے ساتھیوں نے، مولانا صاحب اور سردار بابک صاحب نے اور شاہ صاحب نے کہا، جناب سپیکر صاحب، اگر یونین کونسل کو بحال رکھا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کا بھی اور اپوزیشن کا بھی موقف واضح ہو جائے گا۔ چونکہ حکومت اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کرنا چاہتی ہے اور جمہوریت کو بھی بنیادی سطح پر لے جارہی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو بل وزیر بلدیات صاحب نے لایا ہے، نہ تو یہ کسی ایک جماعت کیلئے ہے اور نہ ہی یہ کوئی مخصوص وقت کیلئے ہے، یہ آئین کا حصہ بنے گا جب یہ پاس ہوگا، تو یونین کونسل کے وجود کو اگر جناب سپیکر صاحب! توڑا جائے گا تو میرے خیال کے مطابق ویلج کونسل کا نام، یونین کونسل کو توڑ کر دینا، یہ کوئی اپنی بات منوانے والی ایک بات ہے۔ یونین کونسل کے اندر اگر آپ اس چیز کو بنیادی سطح پر لے جانا چاہتے ہیں تو جناب سپیکر، اس سے پہلے یونین کونسل میں الیکشنز ہوئے اور 1997 میں یونین کونسل کے اندر گاؤں کی سطح پر ایک وارڈ تشکیل دیا گیا اور گاؤں کے اندر مقابلے ہوئے لوگوں کے ممبران کے، اور جو بندہ فرسٹ آیا، اسے ممبر قرار دیا گیا تو اسی طریقے سے اگر آپ اس کو نچلی سطح پر لے جانا چاہتے ہیں تو یونین کونسل کی سطح پر وارڈ وائز اس الیکشن کو کروایا جائے تو میرے خیال کے مطابق یہ بہتر ہوگا۔ جب آپ ویلج کونسل میں جائیں گے تو ایک تو اس کیلئے دفاتر کا بندوبست کرنا پڑے گا، سیکرٹریز لانا پڑیں گے، کلاس فور کم از کم ایک آدھ ہونا چاہیے ہوگا اور دوسری بات جو

انہوں نے کی ہے جی کہ 20 لاکھ روپیہ ہم Per village council دیں گے اور اس سے وہ لوگ مقامی سطح پر لوگوں کے مسائل حل کرینگے اور اختیارات بھی انہیں دینگے تو جناب سپیکر صاحب، میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہونگا کہ ایک تو ویلج کونسل کے اندر کوئی غالباً چودہ ممبر کم از کم ہونگے تو وہ چودہ ممبر جب آپ 20 لاکھ روپیہ انکو دیں گے تو وہ اسے کدھر کدھر، ایک ایک ممبر کے حصے میں کیا کیا فنڈ آئے گا اور اس سے کیا ترقیاتی مسائل لوگوں کے حل کریں گے؟ اور دوسری بات جو اختیارات، ڈسٹرکٹ کی سطح پہ ایک سے سولہ تک اختیارات، یہ پوسٹنگز/ٹرانسفرز ضلع کو دے رہے ہیں تو اس میں ویلج کونسل کا جناب سپیکر صاحب، کیا کردار ہوگا؟ تو برائے مہربانی یہ نام اپنے منوانے کی بجائے یونین کونسل کو نہ چھیڑا جائے اور یونین کونسل کے لیول پر الیکشن کرایا جائے، اگر کوئی یونین کونسل کی سطح پر توجہ دی جائے۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ جی، مہربانی۔ جناب شہرام خان۔

<u>جناب شہرام خان (وزیر زراعت):</u> تھینک یو، جناب سپیکر صاحب۔ ہاؤس، اپوزیشن اور گورنمنٹ دونوں نے بڑی تفصیل سے اس پہ بات کی ہے، Repetition میں بھی نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ ہے اپوزیشن سے بھی یوسف بھائی نے کہا اور ٹریژری بنچز سے بھی، لوکل گورنمنٹ سسٹم میں ہم رہ چکے ہیں، ہمیں پتہ ہے وہاں کے نظام کا، وہاں کے حالات کا، یقیناً پچھلے ادوار میں اختیار دیا گیا تھا لیکن اختیار کے ساتھ پیسے نہیں دیئے گئے تھے تو جب آپ کسی کو اختیار دیتے ہیں اور اس کو پیسے نہیں دیتے تو اس اختیار کا استعمال کرنا، وہ Self-stainable نہیں ہوتا، تو ایک چیز یہ ہے کہ جس پہ ویلج کونسل پہ بات ہو رہی ہے کیونکہ ہم رہ چکے ہیں اور ہم دیکھ چکے ہیں اس طرح کی یونین کونسلز کہ جہاں پہ مختلف ویلجز تھے، ان ویلجز میں، چونکہ پچھلے 2001 کی میں بات کر رہا ہوں لوکل گورنمنٹ کی، کہ اس میں جب ممبران سلیکٹ ہوتے تھے تو بڑے گاؤں سے پانچ پانچ، آٹھ آٹھ ممبران سلیکٹ ہوتے تھے جبکہ چھوٹے گاؤں سے میں نے خود دیکھا ہے کہ وہاں سے کوئی ممبر سلیکٹ نہیں ہوتا تھا تو اس یونین کونسل میں اس گاؤں کی Representation نہیں ہوتی تھی۔ تو آج ہم ویلج کونسل کی جو بات کر رہے ہیں تو وہ اس لئے ہے کہ ہر ویلج کونسل اور 'نائبرہڈ' کونسل جو ہے، اس میں ہر لیول پہ اپنی Representation ہوگی، وہیں پہ ان کو فنڈز ملیں گے، ادھر ہی وہ اس کو Implement کرینگے، ادھر ہی اس کے فیصلے ہونگے، One man show نہیں گا جس طرح

یوسف ایوب صاحب نے کہا ہے۔ تو مطلب یہ ایک ایسا سسٹم ہے جو کہ حقیقی معنوں میں صحیح لوکل گورنمنٹ کا سسٹم اس سے پہلے کبھی نہیں آیا اور اس میں نچلی سطح تک لوگوں کو ہم Financially بھی اتھارٹی دے رہیں اور Otherwise انکو بھی Authoritative بنا رہے ہیں تو اس کو ہم سب کو سپورٹ کرنا چاہیئے اور لوگوں کی بہتری کیلئے ہم یہ کر رہے ہیں۔ Thank you very much, janab Speaker.

جناب سپیکر: اب میں کلاز 26 اور کلاز 27 کو ایوان میں رائے شماری کیلئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سراج الحق {سینیئر وزیر (خزانہ)}: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

سینیئر وزیر (خزانہ): میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے جناب سپیکر صاحب، کہ اس اسمبلی کا پاس کردہ یا کسی بھی اسمبلی کا پاس کردہ قانون خدائی قانون نہیں ہوتا ہے اور ہر وقت اس میں Change لانا، تبدیلی لانا، خوب سے خوب تر کرانا، یہ ممکن ہے۔ یہ ایک تجربہ ہے اپنے صوبے کیلئے، عوام کی بہتری کیلئے اور ایک اچھی نیت کے ساتھ، اس لئے کہ ماضی میں جو تجربات کئے گئے لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے، اور جرنیلوں کے زمانے میں بھی اختیارات دیئے گئے تو فنڈ نہیں تھا، فنڈ زدیئے گئے تو اختیارات نہیں تھے اور بالآخر وہ واپس لئے گئے۔ میں کہنا چاہونگا کہ لوکل گورنمنٹ بنیادی طور پر لوکل سطح پر مشاورت کا نظام ہے، بڑے شہروں کے لوگ شاید اس کو نہیں سمجھتے ہیں لیکن ہم جیسے دیہاتی لوگ تو لوکل گورنمنٹ کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ زمونږ په پښتنو کښې دا زنانه ټپې کوی چې "یو مې پلار خلور مې ورونه، په سر سرتوره پکښې ځم پته به یمه" ہمارے پشتونوں کے معاشرے میں تو ہر گھر ایک لوکل گورنمنٹ ہے جہاں اپنے اختیارات، اپنے فیصلے اپنی حفاظت کا نظام بلکہ آج بھی آپ قبائلی علاقوں میں جائیں، ایک علاقائی نظام ہے۔ جناب سپیکر صاحب، میں عرض یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس کو ایک اور Angle سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ بنیادی طور پر وہی نظام ہے جو سب سے پہلے حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قائم کیا تھا اور میں بتانا چاہونگا کہ حضور ﷺ مدینہ جب تشریف لے گئے تھے اور حکومت قائم ہوئی تو مدینہ کی آبادی تین سو گھرانوں پر مشتمل تھی اور وہاں بارہ نقیب بنائے گئے یعنی بارہ ناظمین تھے اور وہی مل کر فیصلے کرتے تھے۔ تو اقبال نے بھی فرمایا تھا کہ "افراد

کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر" یعنی فرد بنیادی اہمیت رکھتا ہے، "ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ"، تو میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے جو ریمارکس ہیں یا ان کے جو خیالات ہیں، بجا طور پر ہم اس کا احترام کرتے ہیں اور ہم خود بھی، یعنی انسان بنیادی طور پر Conservative ہے، جب وہ کسی نئی چیز کی طرف چلتا ہے تو سو بار، ہزار بار اندیشے ہوتے ہیں، سمجھتا بھی نہیں ہے، خطرے محسوس کرتا ہے اور اسی خطروں کی بنیاد پر آج میرے ساتھیوں نے بات کی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر شہری اور ہمارا ہر لوکل یونٹ ایک ذمہ دار یونٹ بن جائے، اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اسکو نچلی سے نچلی سطح تک لے جائیں (تالیاں) اور میرا یقین ہے کہ شاید پنجاب اور سندھ میں مشکلات ہونگی اس طرح کے نظام لانے میں لیکن ہمارے اس صوبے میں، پشتونوں کے معاشرے میں لوکل گورنمنٹ یہ Already ایک غیر اعلان شدہ لوکل سسٹم قائم ہے، ہمارے نظام کو جو ہے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا گیا، یہ جو جدید نظام آئے جس نے ہمارا جرگہ سسٹم ختم کیا، جس میں لوکل سطح پر لوگوں نے بیٹھ کر عدالتی نظام ختم کیا اور اس کو Centralize کیا، اس سے ہماری صلاحیت میں بھی کمی آئی، اس سے جو بابک صاحب نے جس طرح فرمایا، جو مشران کی قدر اور احترام اور عزت اور اتھارٹی تھی، وہ ختم ہوئی، میرا یہی خیال ہے کہ اس لوکل گورنمنٹ سسٹم ویلج سطح تک جائے گا تو مشران کی عزت، مشران کی صلاحیت میں، مشران کے فیصلوں کی اتھارٹی اور اضافہ ہوگا لیکن اگر یہ نظام چلتا ہے تو ہم اس کو ویلکم کریں گے، Suppose یہ کوئی اچھا تجربہ ثابت نہیں ہوا، یہی اسمبلی، یہی لوگ ہونگے، اس میں Change لا سکتے ہیں، آئندہ اجلاس میں بھی Change لا سکتے ہیں لیکن میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اس وقت پورے پاکستان کے لوگ ہمارے منتظر ہیں، دوسرے صوبوں نے Already ایک بنا بنایا پرانا نظام لایا ہے، پنجاب نے بھی پرانا نظام لایا ہے، سندھ نے بھی پرانا نظام لایا ہے لیکن ہم تو چاہتے ہیں، ہم بنیادی طور سپیکر صاحب، Islamists ہیں اور اس کے علاوہ ہم ڈیموکریٹک ہیں اور اس کے علاوہ ہم Progressive ہیں، ہم ہر چیز کو شریعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، پھر مشاورت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پھر Progressive انداز میں، اس لئے میں تو سمجھتا ہوں کہ اس انسان نے چاند پہ قدم رکھا تو ہمیں مریخ کی طرف بھی جانا چاہیئے اور یہی وہ نظام ہے کہ اگر ہم

نے یونٹ کو مضبوط کیا ان شاءاللہ تعالیٰ تو ہم آگے جائیں گے، ترقی کریں گے اور اپنے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ذمہ دار بنائیں گے۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: The question before the House is that Clause 26 and 27 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes'.
Members: Yes.
Mr. Speaker: Those who are against it may say 'No'.
Members: No.
Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clause 26 and 27 stand part of the Bill.

(شور)

جناب سپیکر: اچھا اسکی آواز زیادہ تھی، آواز زیادہ تھی؟ (ہنسی)

(شیم شیم کی آوازیں)

Mr. Speaker: The question before the House, the question before the House is that Clauses 28 to 123 of the Bill, as reported by the Select Committee, may stand part of the Bill? Those who are in favour it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

(شور، تالیاں)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 28 to 123 stand part of the Bill. Preamble also stands part of the Bill. Schedule also stands part of the Bill.

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا مقامی حکومتیں مجریہ 2013 کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: Item No. 12: Minister, Local Government, please.
Minister for Local Government: Sir, I beg to move that Local Government, Local Government Bill, as amended by the Select Committee, may be passed.
Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government Bill, 2013, as reported by the Select Committee, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The Motion was carried)

Mr. Speaker The 'Ayes' have it. The Bill is passed.

(Applause)

جناب سپیکر: منسٹر، لوکل گورنمنٹ۔

وزیر بلدیات: سر، میں پورے ہاؤس کا مشکور ہوں اور اس لوکل گورنمنٹ ورکنگ گروپ کا مشکور ہوں اور اس لوکل گورنمنٹ ورکنگ گروپ کا مشکور ہوں جس نے دن رات ایک کر کے میرے ساتھ اس بل پہ کام کیا تھا۔ میں ٹریژری بنچز کے ان 'الیکٹڈ' ممبران کا جو اس وقت ہاؤس کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بل پہ میرے ساتھ کام کیا، میں انکا مشکور ہوں۔ میں سلیکٹ کمیٹی کا مشکور ہوں اور سلیکٹ کمیٹی میں اپوزیشن کی ممبران کا، 'مؤورز' کا مشکور ہوں اور میں نام لینا چاہونگا سلیکٹ کمیٹی کے ممبران کا، مولانا لطف الرحمان صاحب جو ایک اجلاس کے علاوہ باقی سارے اجلاسوں میں موجود رہے، سردار حسین بابک صاحب جو ایک اجلاس کے علاوہ سارے اجلاسوں میں موجود رہے اور وقت سے پہلے آتے رہے ہیں، اس طرح محمد علی شاہ باچا بھی مسلسل موجود رہے، اگرچہ سردار مہتاب خان بوجوہ تشریف نہ لا سکے لیکن ان کی طرف سے نلوٹھا صاحب نمائندگی کرتے رہے، میں ان کا بھی مشکور ہوں۔ میں 'مؤورز' کا بھی مشکور ہوں، شاہ حسین الائی، جعفر شاہ صاحب، اس طرح آمنہ سردار صاحبہ، میں Specially ان کا مشکور ہوں کیونکہ انہوں نے اس ڈرافٹ کو Microscopically پڑھا، Meticulously پڑھا انہوں نے امنڈمنٹس لائیں، (تالیاں) اچھی انہوں نے Valuable suggestions دیں اور کچھ چیزوں کو Language تک انہوں نے درست کرنے کی کوشش کی اور کچھ چیزوں کو ہم نے Accept بھی کر دیا اور میں باقی 'مؤورز' کا بھی مشکور ہوں، سارے 'مؤورز' کو ہم نے بلا لیا اور تقریباً سب آئے، انہوں نے دلچسپی لی، دو دو، تین تین، چار چار گھنٹے بیٹھے رہے اور سر میں آخر میں اگر اسمبلی سیکرٹریٹ کا شکریہ ادا نہ کروں گا تو یہ بے انصافی ہو گی۔ اسمبلی سیکرٹریٹ نے بہت زیادہ جانفشانی سے کام کیا، بہت زیادہ محنت کی اور میرا خیال ہے It's a tribute to them کہ انہوں نے ایک ہی دن میں سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ Compile کی، اس کے منٹس ریکارڈ کئے، اس کو ڈاکومنٹ کیا اور اس کو اسمبلی میں پیش کیا، Probably this is tribute to them، میرا خیال ہے، میں Recommend کروں گا کہ You should reward them, reward them for it اور میں پوری اپوزیشن کا بھی مشکور ہوں، پورے ایوان کا

مشکور ہوں سر، میں پورے ایوان کا مشکور ہوںIt`s a historical Bill، میرے خیال میں یہ تاریخی بل ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک جمہوری حکومت نے اور جمہوری اسمبلی نے پہلی مرتبہ ایک بل کو پاس کر دیا ہے اور میں اس کو Almost consensusاس لیے کہوں گا کہ 127 آرٹیکلز میں سے کوئی 125 کے اوپر ہماری Consensus ہوگئی ہے، دو پہ اختلاف ہے، Dissenting noteاور وہ بھی بڑے اچھے انداز سے یعنی مناسب انداز سے انہوں نے اپنے دلائل دیئے ہیں، ہم نے اپنی طرف سے ان کو Respond کیا، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک لحاظ سے Almost consensus document ہے، اس لئے یہ اسمبلی کو ایک Tribute ہے، یہ جو پٹھانوں کا جرگہ ہے، اس کو ایک Tribute ہے کہ پورے سندھ کے اندر، پنجاب اور بلوچستان کے اندر اس قسم کے ماحول میں بلدیاتی جو بل ہے، قوانین ہیں، وہ پاس نہیں ہوئے ہیں اور یہ اس اسمبلی کے اندر، تو میں پوری اسمبلی کا مشکور ہوں، آپ کا بھی مشکور ہوں سر۔ Thank you very much, Sir

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر</u>: شوکت یوسفزئی صاحب۔

<u>جناب شوکت یوسفزئی (وزیر صحت)</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے تو جناب سپیکر، میں اپوزیشن کے بھائیوں کا اور اپنے تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے آج اس بل کے بنانے میں اپنا Role ادا کیا لیکن جناب سپیکر، آج میں اس ایوان میں جو ایشو اٹھانا چاہتا ہوں، وہ اس صوبے کی لوڈشیڈنگ کے حوالے سے ہے کہ یہ انتہائی افسوسناک صورتحال ہے جناب سپیکر کہ (مداخلت) یہ انتہائی افسوسناک صورتحال ہے کہ یہاں پر بارہ بارہ گھنٹے اس صوبے میں لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور بیس بیس گھنٹے لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، اس لئے کہ وفاق کے ساتھ یہ ادارہ ہے، وفاق کے ساتھ بار بار رابطہ کیا جارہا ہے کہ یہ لوڈشیڈنگ کے سلسلے میں نوٹس لیا جائے لیکن جو پیسکو چیف یہاں بیٹھا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ انتہائی جانبدار اور غیر ذمہ دار اور نااہل آفیسر ہے، میرے خیال سے (تالیاں)

اس اسمبلی سے ایک قرارداد ضرور آنی چاہیئے کہ اس کو فوری طور پر یہاں سے، اس صوبے سے صوبہ بدر کیا جائے۔

<u>جناب سپیکر</u>: یاسین خلیل صاحب۔

(قطع کلامیاں)

جناب یاسین خان خلیل (مشیر برائے فیزیکل پلاننگ): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ محترم سپیکر صاحب، زه شکریه ادا کوم ستاسو جی، یو اهم دغه باندې شوکت خان زما نه مخکښې شو، ما قرارداد تاسو ته درکړے هم دے د بجلۍ او د گیس د لوډ شیډنگ باره کښې او۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے میں Rule کو معطل کرونگا، اس طرح نہیں ہو سکتا۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

مشیر برائے فیزیکل پلاننگ: ہاں Rule 124 کو Under 240 معطل کر کے مجھے قرارداد پیش کرنے کا موقع دیں۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that rule 124 may be relaxed under rule 240, to allow the honourable Member, Yaseen Khalil, to move their resolution? Those who are in favour of it may say ‘Yes’.

Members: Yes.

Mr. Speaker: Those who are against it may ‘No’.

Members: No.

جناب سپیکر: یاسین خلیل صاحب۔

مشیر برائے فیزیکل پلاننگ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سپیکر صاحب، شکریه ادا کوؤ ستاسو چې مونږ ته مو دا موقع را کړه، انتهائی یو اهم ایشو باندې۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: میں آپ کو موقع دیتا ہوں، ایک منٹ۔۔۔۔

مشیر برائے فیزیکل پلاننگ: قرارداد برائے بجلی و گیس لوڈ شیڈنگ: محکمہ واپڈا اور محکمہ سوئی گیس نے پشاور سمیت خیبر پختونخوا کے تمام اضلاع میں ظلم اور ناانصافی کی انتہا کر دی ہے اور بارہ بارہ گھنٹے غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کی جارہی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: یاسین خان! ایک منٹ یاسین! آپ تھوڑا Hold کریں، میں اس کا نقطہ نظر لے لوں، اس کے بعد آپ اپنی قرارداد، مولانا صاحب۔

مولانا لطف الرحمان: میں ایک بات کرنا چاہتا تھا، یہ جو شوکت یوسفزئی صاحب نے بات کی ہے کہ لوڈ شیڈنگ بالکل مسئلہ ہے، انرجی کرائسس کا مسئلہ ہے، مرکز سے جو شیڈول واپڈا کی طرف سے آتا ہے، ظاہر ہے اسی پر لود شیڈنگ ہوتی ہے۔ تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو Personal کیا گیا ہے اس مسئلے کو، کہ ایک چیف ایگزیکٹیو کے حوالے سے جو بات کی ہے، ہم اس سے اختلاف کرتے ہیں، ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ چیف ایگزیکٹیو اسی صوبے کا رہنے والا بندہ ہے اور اس کو اس صوبے سے محبت ہے، وہ اس صوبے کو ایک بہتر وہ دینا چاہتے ہیں لیکن مرکز سے جو ایک چیز آ رہی ہے، مرکز سے لوڈشیڈنگ کا ایک طریقہ کار ہے، دیکھیں نیشنل گرڈ جو ہے، اس وقت بھی ایک ہی نیشنل گرڈ ہے اور اسی حوالے سے یہ ساری پالیسی چلتی ہے، ایسا کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ چیز جو ہے، وہ چیف ایگزیکٹیو کے حوالے سے۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یاسین خلیل صاحب، یاسین خلیل۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ کو موقع دیتے ہیں۔

مشیر برائے فیزیکل پلاننگ: انتہائی اهم خبره ده جی، انتہائی اهم خبره ده۔ بابک صاحب! مونږ ته جی یو منټ را کړئ چې زه دغه نشم کولے، مونږ بالکل کور کښې پاتې کیدے نشو، مونږ کور کښې۔۔۔۔

(شور اور قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یاسین خلیل، اپنی قرارداد پیش کرو۔

قرارداد

مشیر برائے فیزیکل پلاننگ: بابک صاحب! یو منټ تا سو کښینئ۔ قرارداد برائے بجلی و گیس لوڈشیڈنگ: (قطع کلامیاں) محکمہ واپڈا اور محکمہ سوئی گیس نے پشاور سمیت خیبر پختونخوا کے تمام اضلاع میں ظلم اور ناانصافی کی انتہا کر دی ہے اور بارہ بارہ گھنٹے غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کی جا رہی ہے، ٹرانسفارمر خراب ہونے پر کئی کئی ہفتے ٹھیک نہیں کرتے اور عوام ذاتی پیسوں پر مرمت کراتے ہیں اور

مرمت کرنے والے ورکشاپس واپڈا اہلکاروں کے ہیں جو کہ ان ورکشاپس کو بدعنوانی کیلئے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے گھریلو خواتین، عمر رسیدہ بزرگوں اور طلباء و طالبات سمیت کارخانہ داروں، دکانداروں، نمازیوں کو تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے۔ پشاور سمیت تمام اہم شہروں کو اندھیروں میں دھکیل دیا گیا ہے، لہذا مطالبہ کرتے ہیں کہ صوبائی اسمبلی مشترکہ قرارداد پاس کرے کہ غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ فوراً ختم کی جائے اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت خیبر پختونخوا حکومت کے خلاف عوام کو متنفر کیا جارہا ہے اور چیف ایگزیکٹیو واپڈا جو کہ اس تمام لوڈشیڈنگ میں اور غیر اعلانیہ لودشیڈنگ میں وہ اہم کردار کر رہے ہیں، کا فوری تبادلہ کرکے کسی ذمہ دار شخص کو (تالیاں) کسی ذمہ دار شخص کو تعینات کیا جائے تاکہ عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ اور مسئلہ حل کرسکے۔ بہت مہربانی۔

(تالیاں اور شور)

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب، ہس بات کر لیں۔ ایک منٹ، سردار صاحب بات کر لیں، مولانا صاحب! بات کرلیں۔ (شور) جناب شوکت یوسفزئی۔

مولانا لطف الرحمن: جناب سپیکر، اس قرارداد کو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شوکت وضاحت کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد آپ وضاحت کرلیں۔

جناب شوکت یوسفزئی (وزیر صحت): جناب سپیکر، میرے خیال سے چونکہ یہ پورے صوبے کا ایشو ہے اور (شور) بالکل میں آپ کے ساتھ Agree ہوں، آپ اگر اس میں کوئی ترمیم لانا چاہتے ہیں، بالکل لائیں کیونکہ لوڈشیڈنگ اس صوبے کیلئے زہر قاتل ہے اور ایک سازش ہے۔ ہمارے پاس بجلی کی کوئی کمی نہیں ہے، جس طریقے سے لودشیڈنگ ہورہی ہے، آپ اگر اپنا View point دینا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میڈم! اس کو بات کرنے دیں، اس کے بعد آپ بات کرلیں نا۔

وزیر صحت: بالکل ہم تیار ہیں، بالکل۔ ہاں سردار صاحب! ہاں مولانا صاحب!

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! زه۔۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب کے بعد۔

مولانا لطف الرحمان: اس قرارداد کو متنازعہ بنایا جارہا ہے، اس میں شخصیت کو شامل کر کے کسی ایک آفیسر کو ساتھ میں شامل کیا جارہا ہے۔ یہ جناب سپیکر، قرارداد بالکل صحیح ہے، ہم اس پوری قرارداد کا ساتھ دیتے ہیں لیکن اس کا ساتھ نہیں دینگے کہ چیف ایگزیکٹیو کے خلاف بات ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر ہم روز قرارداد لائیں گے کیونکہ یہاں پراونشل گورنمنٹ میں بہت سارے لوگ ہیں کہ وہ جس انداز میں وہاں پر گورنمنٹ کے حوالے سے جو ڈیوٹیاں دے رہے ہوتے ہیں تو پھر ہم بھی روز قرارداد لائیں گے، ہم پھر اس مسئلے کے خلاف آپ کے سامنے پیش کرینگے اور روز یہ مسئلہ ہوگا۔ جناب سپیکر، پالیسی پر آجائیں کہ لوڈ شیڈنگ ہمارا مسئلہ ہے، ہمارے صوبے کا مسئلہ ہے، ہم مرکز سے قرارداد پیش کریں، متفقہ طور پر ہے، گیس کے حوالے سے ہے، ہم پورا ہاؤس اس کا ساتھ دیتے ہیں (تالیاں) لیکن شخصیت پر بات نہیں ہونی چاہیئے، شخصیت کے تو کوئی معنی نہیں ہیں، ایک پالیسی آجاتی ہے اوپر سے، اس پالیسی کے تحت اس صوبے میں ادارے کو چلایا جاتا ہے، شخصیت کو بیچ میں سے نکال دیں، ہم پورا ایوان آپ کا ساتھ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محمد علی شاہ صاحب۔ ایک منٹ وہ بات کرتا ہے۔

سید محمد علی شاہ: جناب سپیکر صاحب، څنګه چې مولانا صاحب خبره وکړه، دا زمونږ متفقه خبره ده جی، د لوډ شیډنګ مونږ هم خلاف یو، د ګیس لوډ شیډنګ هم مونږ خلاف یو جی، دوئ دPersonal یو کس نه چهیړی، مشترکه یو قرارداد د راوړی د لوډ شیډنګ خلاف، د ګیس لوډ شیډنګ خلاف جی مونږ به ټول سپورټ کوؤ، یو مشترکه قرارداد به دې اسمبلئ نه پاس کړو۔

جناب سپیکر: آپ کو موقع دیتا ہوں۔ سردار صاحب بات کرلیں گے۔

جناب سردار حسین: دا خو ډیره زیاته اسانه خبره شوه سپیکر صاحب، بالکل دا یاسین خلیل صاحب حقیقت داد ے چې د صوبې نمائندګی وکړه، مونږ وئیل دا غوښتل چې د صوبې د مفاد عامه داسې یوه خبره وی نو په ځائې د دې چې نن یاسین خلیل صاحب د صوبې د پاره آواز پورته کوی نو په دې آواز کښې اپوزیشن یاسین خلیل صاحب سره ملګر ے دے۔ طریقه کار دا پکار دے چې داسې صوبائی لیول ایشو وی، قرارداد وی نو اوس مثال چې هغه قرارداد پیش کړو، اوس مونږ خو انکار نشو کولے، مونږ به خا مخا هغه سره اؤ کوؤ خو زما

یقین دا دے چې دا خو ضروری خبره ده چې کم از کم زمونږ د نظره قرارداد تیر کړی او باقی دا خبره خو د حکومت مې ډیره زیاته خوښه شوه چې کله په اپوزیشن کښې وو نو هم ئے احتجاج وو او چې کله په حکومت کښې دی نو هم ئے احتجاج وو، هغه د چا خبره چې دا مونږ خو به ژاړو دې خلقو ته، نو چې دا خلق ژاړی نو دا خلق به چا ته ژاړی؟ (تالیاں) خو بیا هم، بیا هم سپیکر صاحب! دا درته وایو چې بجلی چې ده، شکر دا دے، شکر دا دے، په دې باندې هم هیڅ قسمه څه تکرار نه کوؤ، شکر دا دے چې نن حکومت دا خبره تسلیم کړه چې بجلی چې ده، دا د مرکز د حکومت مسئله ده، مونږ په ډاګه نن دا خبره کوؤ، د میډیا ملګری ناست دی چې که دلته د بجلئ خبره ده، که دلته د ګیس خبره ده، که د صوبې په حواله باندې د امن و امان خبره ده، Even دا که د بجلئ د رائلټئ خبره ده، وزیر اعلیٰ صاحب له مونږ دا یقین دهانی ورکوؤ چې د صوبې په حواله باندې کومه خبره وی، ان شا ءالله وزیر اعلیٰ صاحب سره به اوږه په اوږه باندې که خیر وی مونږ ولاړ یو۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان خان، شاہ فرمان خان، اس کے بعد آپ۔ ڈسکشن کرتے ہیں جی،، چھوڑو، کوئی وہ نہیں ہے۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ کو موقع دیتے ہیں جی، بس یہ بات کرلیں اس کے بعد آپ اپنی بات کرلیں۔

وزیر اطلاعات: شکریہ، جناب سپیکر۔ یہ ایک بنیادی ایشو ہے اور پراونشل اٹانومی کے اندر اگر کہیں کمی محسوس ہوتی ہے تو اس بات کی محسوس ہوتی ہے کہ ایک صوبہ جو کہ گرمیوں کے اندر 27 پیسہ Per unit اور سردیوں میں 72 پیسہ Per unit ہائیڈل پاور جنریشن کرتا ہے اور اپنی ضرورت سے دگنا سے زیادہ کرتا ہے، بھاشا ڈیم اور کالا باغ کے علاوہ اس صوبے کے اندر پاکستان کی ضرورت سے Double capacity موجود ہے، پچھلے 30 سال سے یہاں پر نہ کسی اور صوبے میں نہ وفاق نے وہ Investment کی اور جس کا فائدہ پاکستان کو ہونا تھا، آج اس صوبے کے اندر وہ سارے Raw materials، وہ سارے منرل بھی موجود ہیں اور اس صوبے کے اندر دنیا میں سستا ترین بجلی پیدا کرنے کا Potential بھی موجود ہے اور

فزیبلٹی بھی موجود ہے،اس کے باوجود ہمارے اوپر جو بل آتے ہیں،اس بل کے اندر یہ لکھا ہوتا ہے،فیول سرچارج، ہم مرکز میں کولیشن گورنمنٹ نہیں ہیں، ہماری تحریک انصاف مرکز کے اندر نہیں ہے،اس سے پہلے جو حکومت تھی وہ مرکز کے اندر بھی تھی اور صوبے کے اندر بھی تھی، یہ Basic issue ہے اور اس کو اٹھانا اس لئے ضروری ہے کہ اگر کوئی بندہ کراچی میں پیدا ہوا ہے تو وہ کراچی کے بندرگاہ یا اس ماحول سے جو فائدہ اٹھاتا ہے، وہ میں اس لئے نہیں اٹھا سکتا کہ میں ادھر پیدا ہوا ہوں اور جو Facilities، یا جو مجھے اللہ نے دیا ہے،اس صوبے کو دیا ہے، یہ ہمارا سب سے پہلے اور بعد میں، ہم پاکستان کی بات کرتے ہیں،لانگ ٹرم منصوبے نہیں ہوئے، یہاں کا Potential explore نہیں کیا گیا، میرے سارے Minerals, antimonies, zinc, chromites, copper, سارے چائنا جارہے ہیں، کس لئے؟ کہ سستی پاور ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس صوبے کا حق ہے اور اس کے اوپر باقاعدہ مرکز کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ مولانا صاحب نے بات کی کہ ایک شخصیت کی بات ہوئی،اس شخصیت کے ساتھ تین دفعہ میری ملاقات ہوئی ہے، واپڈا کے ایکسینئز نے اپنے ٹرانسفارمرز Repair کیلئے ورکشاپس کھولے ہیں،لوگ پیسے دیکر ٹرانسفارمرز Repair کرتے ہیں، سمال انڈسٹریل یونٹس اور کمرشل یونٹس کو یہ کیش پہ بجلی بھیجتے ہیں اور اس فیڈر کو جو آج مرکز کہہ رہا ہے کہ چند فیڈرز کو ہم Out source کریں گے، اس فیڈر کے اندر loses 98% بتاتے ہیں، چور بھی ان کو پتہ ہے، جگہ بھی ان کو پتہ ہے اور یہ بات فیڈرل منسٹر بھی Accept کر چکے ہیں میرے سامنے، یعنی اگر یہ واپڈا سے بجلی چوری کرتے پھر بھی غلط تھا لیکن کوئی بات تھی، اگر وہ مرکزی حکومت سے بجلی چوری کرتے پھر بھی غلط تھا لیکن کوئی بات تھی،اس فیڈر کے اندر وہ سارے یونٹس ریکارڈ ہو رہے ہیں جس سے یہ کیش پر بجلی بھیجتے ہیں اور پھر وہ یونٹس غریب آدمی کے پیچھے ڈالتے ہیں اور جب وہ کہتا ہے کہ میٹر کو Disconnect کرو، ایک چوکیدار، ایک Peon، ایک کلاس فور جب گھر جاتا ہے شام کو تھکا ہوا اور وہ پھر یہ دیکھتا ہے کہ 20 ہزار کا بجلی بل آیا ہوا ہے، وہ بیچارہ کھانا نہیں کھاتا، اس کے پاس ایک ہی آپشن ہوتا ہے کہ میٹر کاٹے اور جب پیسکو والے کو یہ پتہ چل جاتا ہے میٹر کاٹ جانے کا، یہ اتنا خوش ہوتا ہے میٹر کاٹتے وقت کہ اس میں اس کی چوری چھپی ہوئی ہوتی ہے، ان کو بہت پروٹیکشن مل جاتی ہے۔ اگر ایک Responsible officer کے سامنے یہ سارے حقائق ہم نے رکھے

ہیں، اگر اس کے ایکسئین کو بتایا کہ یہ آپ کا ایکسیئن ہے اور یہ اس کا Repair workshop ہے، یہ متنی کا گرڈ سٹیشن ہے، یہ تصویریں اتار اتار کر بتایا کہ یہ ٹیسکو کو یہ بجلی جاتی ہے، درہ آدم خیل کے اندر سارے کارخانے اور مائینز چلتے ہیں پیسکو کی بجلی سے، یہ سارے حقائق اگر ہم نے ان کے سامنے رکھے ہیں، وفاق سے منسٹر آف سٹیٹ آئے، اصولاً تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ گورنمنٹ کے اوپر بتاتے کہ یہ چوری کیوں ہو رہی ہے؟ ہاں اگر مجھے نہیں پتہ اور کوئی ایم پی اے، کوئی بندہ اگر وہ Consult کر گیا ہے تو مجھے بتایا جائے، واپڈا ہاؤس کے اندر بیٹھ کے یہ Statement دینا کہ یہاں سارے چور رہتے ہیں، ہم کہاں چور ہیں؟ ہماری 27 پیسہ Per unit بجلی آپ ہمیں دس بارہ روپے پر بھیجتے ہیں، چور ہم ہیں کہ چور آپ ہیں؟

ایک رکن: اٹھارہ روپے۔

(تالیاں)

وزیر اطلاعات: اٹھارہ روپے۔ اور اس کے اوپر ہمارے پی ایم ایل این کے جو دوست ہیں، وہ بھی ناراض ہیں۔ اگرچہ وہ اس فلور کے اوپر کوئی بات نہیں کریں گے لیکن مجھے پتہ ہے کہ ان کے دلوں میں کیا ہے؟ اگر آپ کے ہاں گندم ہے اور آپ کی مرضی نہیں ہے تو آپ تو رزق کو بھی روک لیتے ہیں، اگر آپ کے پاس گندم نہیں ہے، اگر آپ کے پاس گندم ہے اور آپ کی مرضی نہیں ہے تو آپ رزق کو بھی روک لیتے ہیں اور آپ ہماری گیس اور ہماری بجلی ہمیں فروخت کرتے ہیں، ہمیں اپنا حق نہیں دیتے اور الٹا ہمیں چور بھی کہتے ہو۔ یہ صوبہ جتنی تکلیف سے گزر رہا ہے، اگر کسی قوم کو اتنے امتحان میں ڈالا گیا تو میرا نہیں خیال کہ وہ پاکستان کے ساتھ اتنے Loyal ہونگے۔ ہم پاکستان کی بات کرتے ہیں، پاکستان کیلئے قربانی دینگے، Oath ہم نے لیا ہے یہاں پر نظریہ اسلام اور پاکستان کی دفاع کا لیکن ہم اپنا حق مانگیں گے۔ میں مولانا صاحب سے یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اگر ایک بندے کے پاس اختیار ہے اور وہ اختیار اس قوم کے خلاف استعمال کر رہا ہے تو آپ بتائیں کونسا طریقہ اپنایا جائے؟ اگر آپ اس قوم کو بتائیں کو وہ کونسا طریقہ ہوگا جس پر ہمیں اپنا حق بھی مل جائے اور ہمیں کوئی چور بھی نہ کہیں؟ اور یہاں پر انصاف کا قانون ہو تو ہم آپ سے سننا چاہتے ہیں، بجائے اس کے کہ آپ یہ بتائیں کہ جی اس آفیسر کو نکال کر باقی بات صحیح ہے، تو میں اس کے اوپر Comments نہیں کرنا چاہتا کہ اس کی وجوہات کیا ہیں لیکن میں مسئلے کی بات کر رہا ہوں اور اس کے حل

کی بات کر رہا ہوں کہ مولانا صاحب! آپ بتادیں کہ اگر 27 پیسہ Per unit بجلی ہم 18/17 روپے پر خرید رہے ہیں، تو یہ صوبے کا حق ہے کہ نہیں اس بجلی کے اوپر؟ اگر ہے تو آپ کے پاس اس کا کونسا Solution ہے؟ یہ گورنمنٹ آپ کے ساتھ ہے، آپ اس کا Solution بتائیں کہ جہاں ہمارا کاروبار بھی نہیں ہے، (تالیاں) ہمارا کاروبار بھی نہیں ہے، ہمارا مستقبل بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر صاحب!

مولانا لطف الرحمان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: مولانا صاحب! مولانا صاحب! نلوٹھا صاحب بات کرتے ہیں، اس کے بعد آپ کو موقع دیتے ہیں۔ نلوٹھا صاحب بات کریں گے، اس کے بعد آپ۔

وزیر اطلاعات: میں اس ایشو کو اس لئے اٹھاتا ہوں کہ اس کے بعد اس ایشو کو، میں بالکل نیک نیتی سے بات کر رہا ہوں، میں اس کو Disputed نہیں بنا رہا، بالکل نیک نیتی سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔

وزیر اطلاعات: میں نیک نیتی کے اوپر بات کر رہا ہوں کہ اس مسئلے کا حل ہو۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔

وزیر اطلاعات: اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ناانصافی ہے تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ یہ۔۔۔۔۔

وزیر اطلاعات: مجھے اس ظلم کا حل بتائیں کہ اس سارش سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ پورے صوبے کا لوڈ شیڈنگ مسئلہ ہے، صرف حکومت کا مسئلہ نہیں۔ جناب سپیکر سر، میں بالکل یہاں فلور پر اپنی جماعت کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اس صوبے کے چیف ایگزیکٹیو پرویز خٹک صاحب اور حکومت اس کے خلاف قدم بڑھائیں ہم ان کے ساتھ ہیں (تالیاں) لیکن جناب سپیکر صاحب، آج مجھے ہنسی بھی آئی ہے شاہ فرمان صاحب کی بات پر کہ سٹیٹ منسٹر صاحب یہاں پر آئے ہیں اور ہمیں پوچھا نہیں گیا، یہی بات

ہم پانچ مہینوں سے رونا رو رہے ہیں کہ پی ٹی آئی کے منسٹرز ہمارے حلقوں میں جاتے ہیں اور ہمیں ٹیلیفون تک نہیں کرتے، یہ کم از کم انہیں احساس ہو گیا ہے۔ (تالیاں) دوسری بات جو یہ کہی گئی ہے قرارداد میں کہ صوبائی حکومت کے خلاف سازش ہو رہی ہے تو جناب سپیکر صاحب، میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت اتنی کمزور نہیں ہے، اپنی کمزوری خود اگر صوبائی حکومت سامنے لانا چاہتی ہے تو میرے خیال کے مطابق اس صوبے کے عوام نے انہیں طاقت دی ہے اور ہم اس طاقت کو اور بڑھانا چاہتے ہیں، بجلی یہاں پر پیدا ہوتی ہے، چیف ایگزیکٹیو صاحب آرڈر کریں، جب تک اس صوبہ خیبر پختونخوا سے لوڈ شیڈنگ ختم نہیں ہوتی ہم ایک یونٹ بھی پاکستان کے کسی صوبے کو دینے کیلئے تیار نہیں ہیں، (تالیاں) ہم چیف ایگزیکٹیو صاحب کے ساتھ ہیں، یہ کیوں اپنی کمزوری، یہ تو صوبے کے چیف ایگزیکٹیو ہیں اور اتنی بڑی حکومت بیٹھی ہوئی ہے اور ان کے خلاف سازش ہو، یہ بات ہو سکتی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سازش کی بات کرنا بھی، اور چیف ایگزیکٹیو صاحب پرائم منسٹر صاحب کے ساتھ میں دیکھتا رہتا ہوں، ٹی وی کے اوپر میں نے کئی بار چیف ایگزیکٹیو صاحب کو دیکھا ہے پرائم منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپنے صوبے کی نمائندگی، جب ان کی پرائم منسٹر صاحب سے میٹنگ ہوتی ہے تو یہ اس میں کرتے ہونگے، میرے بھائی کو شک پڑ گیا ہے کہ شاید وزیر اعلیٰ صاحب پرائم منسٹر صاحب سے بات نہیں کرتے، یہ ضرور صوبے کے مسائل کے اوپر ان سے بات کرتے ہیں اور ان شاءاللہ اپنا حق لیکر رہیں گے، آپ کو بالکل فکر نہیں ہونی چاہیے اور شاہ فرمان صاحب نے جس چوری کی بات کی، یقیناً یہ کوئی سٹیٹ منسٹر صاحب کی ذمہ داری نہیں، یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری نہیں، ہم سب کی ذمہ داری ہے، جو بھی آدمی بجلی چوری کرتا ہے اور اس صوبے کے غریب عوام کو، چوری چند لوگ کرتے ہیں اور اس کا نقصان پورے صوبے کے عوام کو ہوتا ہے تو میرے خیال کے مطابق یہ شاہ فرمان صاحب سمیت میری اور ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم چور کو پکڑیں، اس کا کوئی لحاظ نہ کریں تاکہ اس قوم اور ملک کا جو مال لوٹا جاتا رہا ہے، اب اس کے اوپر کنٹرول ہو۔ بڑی مہربانی۔

<u>جناب سپیکر:</u> مولانا صاحب، اس کے بعد ایک بار پھر۔

مولانا لطف الرحمان: شاہ فرمان صاحب بار بار مجھے کہہ رہے ہیں کہ کوئی اس کا حل آپ ہمیں بتائیں، دیکھیں میں نے پہلے بھی بات کی ہے کہ ہمیں جو آپ مسائل کے حوالے سے بات کریں گے تو اس سے اختلاف نہیں ہے، یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے کہ انرجی کرائسز ہیں، ہماری گیس کا مسئلہ ہے، ہماری بجلی کا مسئلہ ہے اور ہمیں اس کا حل نکالنا ہے، چاہے ہم اپنے صوبے کے محدود وسائل میں انرجی پیدا کر سکتے ہیں اور عوام کو دے سکتے ہیں، یہ ہمیں کرنا چاہیے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ملکی لیول پر یہ مسئلہ ہے، ہم اس مسئلے کے حوالے سے جو قرارداد آپ لا رہے ہیں، ہم اس کا ساتھ دیتے ہیں، یہ ایک Genuine مسئلہ ہے، انرجی پیدا ہونی چاہیے ملک میں، عوام کو وہ سہولت ملنی چاہیے، یہ عوام کا حق ہے، اس کی ضرورت ہے، ہم اس کا ساتھ دیتے ہیں لیکن ادارے ایک شخصیت کے حوالے سے نہیں چلتے، بہت سارے مسائل ہمارے صوبائی اداروں کے حوالے سے ہیں تو پھر ہم روز آئیں اور شخصیت کے خلاف قرارداد لاتے رہیں کہ بھئی اس کو ہٹاؤ اور سب جا کے ٹھیک ہو گا مسئلہ ؟ تو میرا مقصد یہ تھا کہنے کا کہ بالکل ان مسائل کا حل ہونا چاہیے، ہم آپ کا ساتھ دیتے ہیں، آپ قرارداد کو متنازعہ نہ بنائیں، شخصیت کو بیچ میں سے نکال دیں اور قرارداد لائیں، ہم آپ کا ساتھ دیتے ہیں اور ہم اس فلور پر نہیں کر رہے ہیں، ہماری جے یو آئی، جمیعت العلمائے اسلام مرکز میں قومی اسمبلی میں بھی اس پر بات کرتی ہے اور ہم اس انرجی کرائسس کو ختم کرنے کیلئے بارہا ہم یہ حکومت کو بھی کہہ رہے ہیں، حکومت کی میٹنگز میں بھی ہم نے بات کی ہے اور یہاں بھی ہم اسمبلی کے ان سارے ممبران کا اور اس پورے صوبے کا ساتھ دینا چاہتے ہیں لیکن اس کو متنازعہ نہیں بننا چاہیے کہ ایک شخصیت کو ٹارگٹ بنایا جائے، یہ تو پھر روز لوگ ٹارگٹ بنائیں گے کسی بھی ادرے کی شخصیت کو ٹارگٹ بنائیں گے اور قرارداد لائی جائے گی تو ہم سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: فضل الٰہی صاحب۔

مولانا لطف الرحمان: امینڈمنٹ کی جائے اس میں۔

جناب فضل الٰہی: جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب سپیکر: فضل الٰہی صاحب۔

جناب فضل الٰہی: شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، یو ډیره اهمه ایشو د لوډشیډنګ حوالې سره په دې صوبه کښې روانه ده، زما بعضې ورونو دا خبره

وکړه چې یو شخصیت، د شخصیت به زه تاسو ته ثبوتونه وښائم جی، اول نمبر ثبوت دا دے جی چې دغه شخصیت صاحب ماسره یو ایګریمنټ کړے دے او په دې ایګریمنټ باندې جی دوئ دا خبره کړې ده چې ما ورنه ایک هزار میټرې غوښتې وې جی، ما سره دا Written ثبوتونه دی جی، هم د دغه شخصیت ورباندې Signatures دی، هم د دغه شخصیت نه علاوه په دیکښې ایف آئی اے هم موجوده وه جی۔ د دې نه علاوه جی، د دې نه مخکښې کله هم چې یو خبره وشوه جی په هغې کښې سو ټرانسفارمرز وو جی او په هغې کښې د پچاس اسمبلی او د پچاس Coil ئے پکښې واچولو او ما په خپله علاقه کښې هغه راایسار کړو جی، نن هم زما په حجره کښې هغه ټرانسفارمر پروت دے۔ په هغې باندې ما جناب! دغه شخصیت صاحب چې دے، دا چیف واپډا چې دے، طارق سدوزئی صاحب او شخصیت صاحب به ورته زه ځکه اووایم چې بعضې وروڼه ورته ډیر په مینه شخصیت وائی نو زه دا وایم چې دې شخصیت ته خو ما دا وئیلی وو چې جناب! تاسو مهربانی وکړئ چې تاسو د 60 هزار روپو په ځائې باندې تاسو یو خپل ټهیکیدار د پنجاب نه راوستے دے او په تارو جبه کښې مو کیښنولے دے او هغه ته تاسو یو نیم لاکھ روپئ Payment کوئ او هغه ټرانسفارمر دوه گهنټې بعد دوباره Fuse شی۔ جناب سپیکرصاحب، ستاسو په نوټس کښې هم ما دا خبره راوستې وه چې دوئ د 100 ټرانسفارمر کښې د 50 coil او د 50 سسټم لګوی او هغه د دوه گهنټو نه زیات نه چلیږی۔ دویمه دا جی، دوئ په هغه ورکشاپ والا له مزید نورې علاقې ورله ورکړې چې یره دا ستاانعام شو چې پهلا به د د پشاور Repair کول اوس ورسره د نوشهره هم Repair کوه او مردان هم ورسره Repair کوه، نو جناب ولا، مونږ پرزور اپیل کوؤ تاسو ته چې مهربانی وکړئ دا قرارداد پاس کړئ او بالکل دا شخصیت چې کوم دے، په چوبیس گهنټو کښې دننه دننه د دې صوبې نه اوباسئ تاسو به ډیره مهربانی وی۔ مننه، شکریه۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: اکبرحیات صاحب۔

ارباب اکبرحیات: شکریه جناب سپکر صاحب۔ شکریہ جناب سپیکر، اردو میں بات کرتا ہوں،

ے آپ اپنی ہی اداؤں پہ ذرا غور کریں ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

(تالیاں)

جناب سپیکر: ډیر ښه۔

ارباب اکبر حیات: جناب سپیکر صاحب! شاہ فرمان صاحب ہمیشہ بہت اچھے انداز میں تقریر کرتا ہے لیکن میں تقریر نہیں کروں گا صرف اس کی تصیح کروں گا کیونکہ اس پریس کانفرنس میں میں موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ بل دیتے ہیں، وہ بجلی Enjoy کرینگے اور جو بجلی چوری کرتے ہیں، اس کے خلاف ایکشن ہوگا (تالیاں) تو چور اور چوری میں بہت فرق ہے، اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ یہ صوبہ ان چوروں کے حوالے کیا جائے اور وہ لوگ جو ریگولر بل دیتے ہیں، وہ اندھیروں میں پڑے رہیں تو وہ الگ بات ہے، جناب سپیکر! میں شخصیت پہ بات نہیں کروں گا کہ وہ کیسا ہے اور کیا کرتا ہے اور کچھ نہیں کرتا لیکن ہم بھی یہی چاہتے ہیں جی، اس پریس کانفرنس میں اس نے یہ کہا کہ وہ علاقہ جو میرے خیال میں محمود جان کا علاقہ ہے، PK-7، وہاں پر دو فیڈرز لگے ہوئے ہیں جناب سپیکر، سابقہ سپیکر صاحب نے دو فیڈرز وہاں پر لگوائے ہوئے ہیں اور وہ 80 کروڑ روپے کا مقروض علاقہ ہے، اگر انہوں نے یہ کہہ دیا کہ وہاں سے ریکوری ہونی چاہیئے تو کیا یہ غلط بات کی ہے اس نے؟ اگر وہ کہتا ہے کہ نہیں یہ دو فیڈرز ان کو بند ہونا چاہئیں اور وہاں پر لوگوں کو بجلی دی جائے جو ریگولر بل دیتے ہیں، تو اگر یہ غلط بات ہے اور ہمارے جو فیڈرل منسٹر نے یہ بات کی ہے اور یہ اگر صوبے کے مفاد میں بھی نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے اس کی طرف سے میں یہ معافی مانگ لوں گا۔ جناب سپیکر، ہمیشہ یہاں پہ پوائنٹ سکورنگ کی جاتی ہے لیکن اس وقت ہمارا صوبہ واقعی ان حالات سے گزر رہا ہے، اگر بجلی کی لوڈشیڈنگ ہے، میں آپ کے ساتھ Agree کرتا ہوں، اگر یہاں پہ گیس کی لوڈشیڈنگ ہے، میں بھی متفق ہوں لیکن جناب سپیکر، اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت یہاں پہ آ کے ان پٹھانوں کی، ان پختونوں کی تذلیل کرتی ہے تو یہ غلط بات ہے کیونکہ یہ ہمارا صوبہ ہے اور وہ بھی اتنا ہی اس سے پیار کرتے ہیں جتنا ہم کرتے ہیں، تو میں یہ چاہتا ہوں کہ شاہ فرمان صاحب نے پانچ مہینوں سے ایک ہی رٹ لگائے رکھا ہے کہ انہوں نے ہمیں چور کہا ہے اور یہ 75 پیسے کی بات کرتے ہیں اور 72 پیسے کی بات کرتے ہیں، مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ یہ کوئی ٹیکنکل ایکسپرٹ ہے، جس میٹنگ میں بھی میں بیٹھا ہوتا ہوں تو یہ

75 پیسے اور 85 پیسے میں سنتا ہوں تو اگر یہ اتنا ٹیکنیکل بندہ ہے تو اس کو اس صوبے کے کچھ ایسے امور دیے جائیں کہ ہمارے اس مسائل کو حل کر دیں۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by Mr. Yaseen Khalil, may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes'.

Members: Yes.

Mr. Speaker: Those who are against it may say 'No'.

Members: No.

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it, the resolution is adopted.

(Applause)

Mr. Speaker: In exercise of the power conferred on me by Clause (3) of Article 54, read with Article 127 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I, Asad Qaiser, Speaker, Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, do hereby order that the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa shall stand prorogued on Thursday, the 31st October, 2013, on completion of its business fixed for the day till such date as may hereafter be fixed.

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کیلئے ملتوی ہو گیا)